

21
11

صوبائی محکمہ تعلیم بلوچستان میں انڈرٹن خانہ دہشتاندی



رسم حساب کی غیر جماعتی نظام کی تجویز خیران ثابت ہوگی؟

علاقہ ازبکستان

حالات و واقعات، صوبائی سیرۃ کانفرنسوں کی تفصیل، ایڈیٹر کے نام خطوط، طلبہ کی سرگرمیاں
شہر شہر سے، سوانح حضرت بنوریؑ کے علاوہ اور بہت کچھ

وہ عرفانِ نور کا وارث

کہاں وہ محدث، کہاں وہ مفسر؟ کہاں وہ دبستانِ نور کا وارث
 کہاں وہ مجاہد، وہ سالارِ ملت! کہاں وہ گلستانِ نور کا وارث
 کہاں وہ مُصنّف، کہاں وہ مبلغ! کہاں ہے وہ ریحانِ نور کا وارث
 کہاں ہے وہ شاعر وہ مداحِ نور؟ کہاں شعر و دیوانِ نور کا وارث
 کہاں وہ مہنّک، کہاں وہ محقّق کہاں ذوق و وجدانِ نور کا وارث
 کہاں وہ مُعلّم، کہاں وہ مُربی کہاں علم و بُرہانِ نور کا وارث
 کہاں ہے وہ زاہد وہ محسنِ ہمارا کہاں زہد و احسانِ نور کا وارث
 کہاں وہ علومِ نبوت کا حامل کہاں عہد و ہِمّیانِ نور کا وارث
 کہاں ہے وہ مرشد، کہاں وہ مصلح کہاں مُرشد فیضانِ نور کا وارث
 کہوں اذنِ گر ہو کہاں وہ محبّد! وہ یاقوت و مرجانِ نور کا وارث
 کہاں ہے فراستِ تمّی جس کی مُسلم کہاں عقل و لفظانِ نور کا وارث
 کہاں وہ مدبر جو تھا سب کا قائد! کہاں ہے جو تھا شانِ نور کا وارث
 کہاں ہے وہ "ربوہ" کا پامرد و فاتح! ہے وہ دبستانِ نور کا وارث
 گیا ہے کہاں وہ تھے جس پہِ ندا ہم وہ مشفق جو تھا کانِ نور کا وارث
 ملا ہے خدا سے وہ عاشقِ خدا کا وہ عارفِ خیابانِ نور کا وارث
 ہے ماتمِ کناں اب یہ ملتِ ہماری اٹھا جب سے فیضانِ نور کا وارث
 وہ خلدِ آشیاں ہو گیا، سب کا قاید وہ "یوسف" قلمدانِ نور کا وارث

جو تھا عاشقِ ————— المسلیں

شفاعت! وہ عرفانِ نور کا وارث

ججوں کی اقامت گاہوں پر فائرنگ

لاہور ہائی کورٹ کے تین ججوں مسٹر جسٹس ذکی الدین پال، مسٹر جسٹس گلجاڑ خان اور مسٹر جسٹس افتاب حسین کی اقامت گاہوں پر گولی دیا اور شرنما کی واردات اخبارات میں آچکی ہے اور اس سلسلے میں مقدمات بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔ اب تحقیق و نمیش کے مراحل طے ہوں گے تو حقیقت حال واضح ہوگی کہ اس فائرنگ میں کس کا ہاتھ ہے اور یہ فائرنگ کس کی شد و مافی کا شاخسانہ ہے۔

ججوں کی اقامت گاہوں پر حالیہ فائرنگ ایک ہی کار میں سوار تین افراد نے کی ہے اور خاص اس موقع پر کی ہے جبکہ نواب محمد احمد خان کے مقدمہ قتل کی سماعت مکمل ہو چکی ہے۔ عدالت نے اپنا فیصلہ محفوظ رکھا ہے اور جلد ہی فیصلہ سنایا جائے والا ہے اور اس مقدمہ کے سب سے بڑے ملزم سابق وزیر اعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو ہیں اور مذکورہ جج صاحبان اس نئی بیخ میں شامل ہیں جس نے نواب محمد احمد خان کے مقدمہ قتل کی سماعت کی ہے۔

اس میں منظر میں یہ بات کے بغیر نہیں رہا جاسکتا کہ یہ فائرنگ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت جج صاحبان کو خوفزدہ کرنے کے لئے کی گئی ہے اور ایک سیاسی پارٹی کے دکر دوں نے اپنی پارٹی کے رہنماؤں کی ہدایات کے مطابق کی ہے۔ قومی حلقوں کی طرف سے بھی اس قسم کے شبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ججوں کی اقامت گاہوں پر فائرنگ کے اس انوسسٹاگ واقع سے ایک مرتبہ پھر یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ سابق حکومت نے اپنے دور میں کس قدر اعلیٰ عدالتوں کا احترام کیا اور عدلیہ کی آزادی کا ڈھنڈورا پیسنے کے باوجود کہاں تک عدلیہ کو آزار دہانہ کام کرنے کے مواقع فراہم کئے۔

مسٹر بھٹو نے اپنے دور اقتدار میں جس طرح سے انصاف کے ایوانوں کو منہوج اور پامال کرنے کی کوشش کی تھی وہ اب کوئی دھکی چھپی بات نہیں رہی بلکہ تاریخ کا حصہ بن چکی ہے۔ وہ اپنے چھ سالہ دور اقتدار میں مختلف حربوں اور گونا گوں ہتھکنڈوں سے یہی کوشش کرتے رہے ہیں کہ ان کی ذات کے مقابل میں کسی فرد کو اور ان کی جماعت کے مقابل میں کسی جماعت کو انصاف کے ایوانوں تک رسائی حاصل نہ ہو اور اگر قانون انصاف کے ایوانوں تک پہنچنے کی گنجائش کسی بھی فرد یا جماعت کو میسر نہ ہو تو اس قانون ہی کو کالعدم قرار دے دیا جائے۔

حتیٰ کہ اس دور ناپرساں میں یہاں تک کیا گیا کہ اگر کسی جج نے جرات رندانہ سے کام لیتے ہوئے قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کی تو اسے بھی پابند سلاسل کر دیا گیا۔ سانچہ کا واقعہ ہمارے اس دعوے پر شاہد عدل ہے کہ قانون کے مطابق فیصلوں کی پاداش میں تباہی اور بربتیاں تو اس دور آمریت کی روزمرہ تھیں۔

آج اگر جج پائل اپنے اعمال بد کی پاداش میں محروم اقتدار ہو چکی ہے مگر اوپر سے لے کر بجلی سول تک ذمیت وہی کار فرما ہے۔ یہ شک ہے کہ بھٹو ایک ملزم کی حیثیت سے مقدمات کے گرداب میں ہے اور اس میں یہ شک نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق قانون بنا کر اپنی ذات کو تحفظ فراہم کرے مگر طریق کو کین میں بھی وہی چلیز جیسے کار فرما ہیں۔

اگر نام نادقواتین کے ذریعہ عدالتی اختیارات کو پامال کرنے کی راہ مسدود ہے تو کم از کم جج صاحبان کی اقامت گاہوں پر فائرنگ کر کے تو بڑے خود سراسیمگی پھیلائی جاسکتی ہے۔ مگر ہم واشگاف الفاظ میں



جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۱۱

جمعیۃ المبارک
برج اشانی، ۱۶ مارچ ۲۰۰۶ء

سرپرست
مولانا عبدالمجید انور

مدیر
اکرام امتدادی

عمیر الباشی

نائب مشترک

سالانہ

۲۵ — روپے

ششماہی

۲۳ — روپے

سہ ماہی — ۵۰ روپے

نی چہ

ایک — روپیہ

کے اشتیاقات

میعہ سالانہ پاکستان

پیشہ ورانہ تعلیم کے لیے نیشنل کونسل اسلامیہ کے ادارے

جب اس کے مثبت اور خوشگوار نتائج عوام پرانہ راستہ محسوس کرنے لگیں گے
وہ تو اور اس قدر میں بھی اسی قسم کے پروگرام بننے رہے ہیں اور اس نوعیت
کے احکام صادر ہوتے رہے ہیں۔

غذہ اور سماج دشمن عناصر کی سرکوبی کر کے اگر حکومت امن عامہ کی برقی
ہوئی صورت حال کو رو بہ اصلاح لانا چاہتی ہے اور عوام کے عدم احساس
تعلق کو ختم کرنا چاہتی ہے تو اس کے لئے حکومت کو سماج دشمن عناصر کی سرکوبی
کے ساتھ ساتھ ان خفیہ اور علانیہ سرپرستوں کی بھی سرکوبی کرنا ہوگی اور ان کو
کھردوں کو تلاش کرنا ہوگا جہاں سے یہ عناصر رتبہ حاصل کرتا ہے اور اسے اختیار
میں ہے۔ اگر حکومت اس بارے میں کامیاب ہو جاتی ہے اور کسی بڑے سے بڑے
آدمی کی سفارش کو اس عنصر کے معاملے میں پذیرائی نہیں بخشی تو یہ ہم مبینہ میں
نہیں دونوں میں سرکوبی جاسکتی ہے، اور اس کے نتائج بھی دیر پا اور مثبت
مرتب ہو سکتے ہیں۔

دوسرے کہ سماج دشمن عناصر پنجاب تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ پورے
ملک میں یہ گروہ نابکار پھیلے ہوئے ہیں اور ان کی صوبہ بھی اس عنصر کے متغیر وجود
سے خالی نہیں خصوصاً سندھ میں اس عنصر نے جو آدمی پیدا کیا ہے وہ
مناجح بیان نہیں، لہذا اس مہم کا آغاز بھی سطح پر ہونا چاہیے اور پھر پورے۔

پیپٹ کے قاتلوں کو سزائے موت

خصوصی فوجی عدالت نے بارہ سال پہلے اعجاز احمد خدیو کے مقدمہ قتل کا فیصلہ
صاف سے ہوئے اس ہیماں اور ولد قتل کے تین مجرموں شیر عالم، محمد حنیف اور ان کے
کو سزائے موت کا حکم سنایا اور تین دوسرے مجرموں سعید، رب نواز اور نثار کو سزائے
دس سال تک کی قید باسشت کی سزا دیئے جانے کا فیصلہ کیا۔

ان مجرموں نے گزشتہ سال دسمبر میں اعجاز احمد عرف پوپ کو اپنی جوں کا توں
بنانے کے بعد جس ہیماں طریقے سے قتل کیا تھا اس سے صرف پوپ کے والدین ہی
گھر کا چراغ نکل ہو گیا تھا بلکہ عام شہری اپنے بچوں کے معاملے میں انتہائی خوف و
ہراس میں مبتلا پائے جاتے رہے ہیں، حتیٰ کہ والدین اپنے جگر گوشوں کے تعلیمی باروں
میں آنے جانے کی بھی گرانے کرنے لگے۔

اور پھر اس اعجاز اور قتل کے بعد جس طرح سے سزاوار قتل کا سلسلہ شروع ہوا اس سے
ایک عام دہشت کی فضا پیدا ہوئی، مطلقاً امر تھا۔ کراچی میں مخصوص خورد و خال بھی ترس کے
اور قتل کی واردات اور اسی طرح کے دیگر واقعات نے پورے ملک کو تشویشناک حد تک
نکدو اضطراب میں مبتلا کر دیا۔ ابھی حال ہی میں جبکہ علامہ اسلام ملتان کے رہنا ملک علامہ
کے بچے کا اعجاز کے چنے کی دیوہ لڑنے اور دن کی روشنی میں گولش بھانجرات میں آچکی ہے۔

اس قسم کے واقعات کی روک تھام کے لئے عوام کو سزائے موت سے کڑی سزائیں دینے
کا مطالبہ کر رہے تھے اور حکومت بھی اپنے طور پر فکر مند تھی۔ خصوصی فوجی عدالت کے
حالیہ فیصلے سے ایک بار پھر امید کی کرن عوام میں روشن ہو گئی اور آئندہ ہی کسی کو اس
مہم کی بربریت اور ہیبت کی جرأت ہوگی۔ اگر دیگر قومی اور اخلاقی مجرموں کے جیسے ہیں
اس نوعیت کے جرات انگریز فیصلے ہوتے رہے تو جرائم کی بڑھتی ہوئی رفتار کو روکنے کے
امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔

یہ کہیں گے کہ بڑے کے مفاد پرست اور مجاہد کے پرستار خواہ کوئی ساحر بہ استعمال
کر لیں اب بھٹو مکافات قتل سے نہیں بچ سکتا۔

آخر میں ہم موجودہ حکومت سے یہ مطالبہ کریں گے کہ وہ اس شرمناک فائرنگ کے
ذمہ دار افراد کو کرکڑا کر مار دے اور صرف انہی تین افراد اس فائرنگ کا ذمہ دار
نہیں بلکہ اس میں قوت ہیں بلکہ ان پر وہ شہینوں کی بھی کھوج لگائے
میں پوری تدبیر سے کام لے جن کے ایسا اور جہالت پر یہ واقعہ نافرجام ہوا۔
اگر اس سسے میں کسی مصیبت اور تباہی سے کام لیا گیا تو اس قسم کے مادی
مجرموں کا تدارک مشکل ہو جائے گا اور پھر جو نتائج برآمد ہوں گے وہ کوئی امر بخیر نہیں۔

سماج دشمن عناصر کی سرکوبی

ایک اخباری خبر کے مطابق پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال کو بہتر بنانے
کے لئے سماج دشمن عناصر کے خلاف بڑے پیمانے پر ایک مہم کا آغاز کیا جائے والا
ہے۔ پولیس نے اس سلسلہ میں فزوری اقدامات مکمل کر لئے ہیں اور چند روز میں
اس مہم کو مربوط طریقہ پر شروع کر دیا جائے گا۔ پنجاب کے انسپکٹر جنرل پولیس
حاجی حبیب الرحمن صاحب اس مہم کی خود نگرانی کریں گے۔ آئی جی پنجاب کی طرف
سے تمام ڈویژنوں کے ڈی آئی جی پولیس کو ہدایت کردی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے
علاقوں میں سماج دشمن عناصر کی سرکوبی کے لئے پروگرام تیار کریں۔

غیر ظاہری خبر ایک خوش آئند خبر ہے۔ اس پروگرام اور اس مہم کی افادیت
اور اہمیت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا خصوصاً موجودہ دور میں امن عامہ کی
دن بہ دن بگڑتی ہوئی صورت حال کے پیش نظر اس مہم کی اہمیت چند در چند بڑھ
جاتی ہے۔ عام شہریوں کے لئے اپنی عزت و اکبر و اور مال و جان کی حفاظت جتنی
موجودہ دور میں عقلمند لائیکل جی ہوئی ہے اس سے پہلے کسی نہ تھی۔

اس کی ایک وجہ تو سابقہ حکمران پارٹی کے دور میں پارلیمانی اداروں کی مکمل
تباہی اور غیظہ عناصر کی بے پناہ حوصلہ افزائی ہے اور دوسری وجہ عبوری حکومت
کا عوام سے براہ راست رابطہ نہ ہونا ہے۔ اس کے ساتھ ہی جو دوسری کمی کی بنی
کا رستائیاں اور منہ زوری بھی امن عامہ کے لئے مسئلہ بنی ہوئی ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی اب کسی سے پوشیدہ نہیں رہی کہ ایک سیاسی جماعت
اپنے وجود کا اس میں برقرار رکھنے کے لئے غیظہ عناصر میں ان گنت ردیہ تقسیم کر
کے ان کے ذریعہ کچھ ایسے کاروائے نمایاں سر انجام دینا چاہتی ہے جن سے عوام
میں عدم تحفظ کا احساس ابھر آئے اور خوف و دہراس کی فضا پورے ملک میں پھا
جائے۔ مقصد اس کھڑاں کا یہ ہے کہ موجودہ عبوری حکومت کو اس حد تک ناکام
کر دیا جائے کہ لوگ سپہنہ پارٹی کے چند سالہ دور استبداد اور ظلم و جبر کو
نسبت سمجھنے لگیں۔

حالیہ صورت حال کے پیش نظر ہماری نظر میں سماج دشمن عناصر کے خلاف
پنجاب میں بڑے پیمانے پر مہم کا آغاز کرنا ایک بد وقت اور قابل تہنیں قدم ہے
لیکن اس مہم کو اسی وقت ایک کامیاب اور با مقصد مہم قرار دیا جائے گا

محکمہ تعلیم بلوچستان کی دہشتاندی

پرنالہ ویس کا ویس کا



ایک نئی خبر

۲۳ جون ۱۹۷۲ء کو ڈیڑھ لاکھ اسکول سیکور
مرزا نصر اللہ خان (جو کہ مرزا طاہر محمد خان سابق وزیر اعلیٰ
ڈپٹی چیئرمین سینٹ کے چاچا) نے اپنی حیثیت کا ناجائز
فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ اپنے اختیارات کا غلط طور پر
استعمال کر کے "سینٹ مائیکل سکول" (جو کہ عیسائی
مشرقی کے زیا تھام ہے) کے معلم اسلامیت کا
صرف مذکورہ سکول کے پرنسپل کو خوش کرنے کے لئے
ٹرانسفر کیا۔ تاہم پرنسپل نے یہ تو ایک معمولی کارنامہ
ہے اور اس کو کیوں اہمیت دی جا رہی ہے۔ جو اپنا
عرض ہے کہ تفصیل پڑھ کر آپ اپنی رائے بدل دیں گے
کہ بات صرف ٹرانسفر کی نہیں بلکہ؟ تو ان
یہ قدر ہے مولانا عبدالقادر صاحب ڈیرہ دی کا۔ جو کہ
ملتان مارکیٹ چاندنی کی جامع مسجد میں خلیفہ ہیں۔
شخصیت عجیب ہے۔ سمجھتے ہیں کہ وقت تو ہوتی ہے مگر
بے تکلف ہونے کے بعد کچھ اور راز کھتے ہیں۔ ڈیرہ
صاحب سے یوں تو ملکی سلیک بھی کر تو رکھ کے
عدوان انہیں سمجھنے کا موقع ملا اور ان کے حالات سے بھی
آگاہی ہوئی۔ اب مارچ ۱۹۷۲ء میں ان کا پرانا چھپہ
کیس پھر تازہ ہوا ہے۔ ان کی ہی زبانی ان کی کہانی
پیش خدمت ہے۔ چڑیئے اور فیصلہ بھیجئے کہ یہ منسٹر
ان کا مسئلہ ہے یا کہ پچھلے ملک کے مسلمانوں کے لئے
لکھنؤ ہے؟ کیا اس وقت ڈیرہ صاحب کو یہ کہہ
ٹوٹا دینا چاہیے کہ جی یہ تو میری ٹرانسفر ہے؟
پھر محکمہ تعلیم بلوچستان کے ارباب محل وقت سے بچنا
چاہیئے کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ اور کس کے
ایا پر ہو رہا ہے؟؟؟

بات تو یہی ہے۔ ڈیرہ صاحب ۱۲ اگست ۱۹۷۲ء
کو سینٹ مائیکل سکول میں لکھنؤ کے اسلامیات ملازم
کو سینٹ مائیکل سکول میں لکھنؤ کے اسلامیات ملازم

ہوئے۔ پانچ سال تک وہ تہذیب سے اپنے فرائض انجام
دیتے رہے اور اس وقت تک ان کی ملازمت عارضی
تھی کیونکہ عیسائی مشنری سکولوں میں پہلے ہی تقرری
عارضی کی جاتی ہے اور پھر کھنے کے بعد غیر مستقل اہل
ڈیرہ صاحب ۱۹۷۲ء میں مستقل قرار دیئے گئے۔
اس وقت کے پرنسپل مشرعیین مولانا کی قابضیت اور مذہبی
عادات کے معترف تھے، مگر اسی اشار میں ان کی سبک
موجودہ پرنسپل صاحب آوارہ ہوئے جو کہ مذہبی لحاظ
سے متعصب، اگر کوئی کہہ لے۔ اس وقت ان کی ذہنیت
کے لحاظ سے منقسم المزاج ہیں اور ان شاء اللہ اپنی بروری
میں اس لحاظ سے مشہور و معروف ہیں۔ ان کی اپنے
برادری کے لوگوں کی تعمی ہوئی چند تحریروں سے ان کے
"۲۵" ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے
خلافت مقامی رسول مدلت میں "منزاعونست" اور "نیل
کوٹ" میں گئی شاف مبروں نے مقدمات قائم کئے ہوئے
ہیں۔ میرے خیال میں اتنا ثبوت کافی ہوگا۔ اگرچہ
ڈیرہ صاحب کا اعتراف ہے کچھ اور بھی ہو تو ضرور
صاحب کا یہ ہے کہ انہوں نے عیسائی مشنری اسکول
میں ملازم ہونے کے باوجود دائرہ مہر ترقی و مہرود
مسیحی مذہب پر کراچی کی طرف سے شائع شدہ ایک
کتاب "جس میں اسلام اور غیر اسلام کے خلاف
مذہبی اذیتا باتیں تھیں" بنام "بجواب عیسائی
مشرقی سے طاقت" جس کے مصنف بی بی ایم
دکڑ ہیں۔ کہ مذکورہ بالا ادارے کے مہتمم اعلیٰ ہیں۔ اس
کتاب کے جواب میں مولانا ڈیرہ صاحب نے ایک
کتاب "مشرقی خست" لکھ ڈالی۔ اب آپ اذادہ
لکھیں کہ سینٹ مائیکل سکول کے پرنسپل کے نزدیک
یہ حرم قابل معافی ہو سکتا تھا یا نہیں؟ جو اس نے
پرنسپل کا جواب دیا ہے۔

میں ہوا اور ہونا بھی چاہیئے کیونکہ اس پر ڈیرہ صاحب
کو آج تک اتنے پاپے بیٹے پڑ رہے ہیں۔ یہ بات اگرچہ
پرنسپل صاحب کے لئے ناقابل برداشت تھی مگر
ایک اور واقعہ رونما ہوا۔ وہ یہ کہ مذکورہ پرنسپل نے
مسلمان بچوں، بچیوں پر عیسائی مذہب کے نشانات
سکول بچوں کے ذریعہ خوش کرنے کی کوشش کی
کہ مسلمانوں کے بچے اور بچیاں صیب ایسے ہی جی
جس کی ڈیرہ صاحب نے بھری مخالفت کی۔
اس وقت اس وقت میں ۱۲ اگست ۱۹۷۲ء
جبکہ ڈپٹی کمشنر کو ملنے مولانا کے حق میں فیصلہ دیا تو
پھر مرزا نصر اللہ سے مولانا عبدالقادر ڈیرہ صاحب کے
کارڈ ڈر کر دیا گیا۔ یہاں یہ بات واضح کر دلی کو سینٹ
مائیکل سکول چونکہ پرائیویٹ ادارہ تھا اور مولانا
اس پرائیویٹ ادارہ کے پرائیویٹ ملازم تھے۔ صرف
اس بنا پر کہ معلم اسلامیات کی تخواہ محکمہ تعلیم بلوچستان
دیتی ہے۔ مولانا کے ٹرانسفر کے غیر قانونی احکامات
صادر کر دیئے گئے۔ مولانا ڈیرہ صاحب نے ناظم تعلیمات
بلوچستان جناب خلیل صدیقی کے ہاں اپیل کی تو انہوں
نے ڈیڑھ لاکھ مرزا نصر اللہ خان کے اس آرڈر کو بے اثر
قرار دیا اور تادم موضوع کو بائیکاٹ "سینٹ مائیکل سکول"
کے پرنسپل نے ڈیرہ صاحب کا حکم ماننے سے عریض ہوا
یکے بعد دیگرے ناظم تعلیمات نے چارڈر کے مگر پرنسپل
مشرعیین دیاس نے توہین آئین ازاد میں یہ احکام ماننے
سے بھی انکار کیا تو معاملہ اس وقت کے سیکریٹری ایجوکیشن
مشرکند رئیس جمالی کے اہل گیا دسکندہ خست جمالی
سابق وفاقی وزیر تاج محمد خان جمالی کے بھائی ہیں لیکن
اس اثنا میں سینٹ مائیکل سکول کے پرنسپل نے میڈیا پارٹی
کے ایم۔ این۔ اے بشیر سیس کو سامنے کر سیکریٹری تعلیم
بانی مقرر کیا

صدرِ محمّد اؤدکا کامیاب دورہ

ہمارے برادر ہمایہ ملک افغانستان کے سربراہ سردار محمد داؤد پاکستان کا چار روزہ دورہ مکمل کر کے اپنے وطن واپس روانہ ہو گئے ہیں۔ افغان سربراہ کا پاکستان میں جس گرمجوشی اور محبت کے ساتھ خیر مقدم ہوا ہے اس سے ان عناصر کو بہت دکھ ہوا ہوگا جو ایک طویل عرصے سے ان دو عظیم برادر ملکوں کے درمیان برادرانہ تعلقات کو پھٹا پھوٹا نہیں دیکھنا چاہتے اور جنہوں نے قیام پاکستان کے بعد یہ سنا ہی نہیں تھا کہ ان تعلقات میں رخنے ڈالنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

دراصل ہماری بدستور سے پاکستان بننے کے فوراً بعد وزارت خارجہ کا قلمدان منظرِ اہمیت خان کے سپرد ہوا جن کے پیشوا خود ساختہ نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے قاصدوں کو منوہ افغان حکمران برٹریک حکام کے مطابق کینفر کو دارلک میں پھانسی دے دی گئی اور اس غیرت مندانه ضرب کی یاد ظفر اللہ خان اور ان کے رفقاء کے دلوں میں بیکار رہی تھی۔ اس لئے افغانستان کے ساتھ تعلقات کا آنا ہی غلط اہتوں سے ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خشتِ اول چون مند معارجی تاثر بای می رود۔ دیوار گنج

کے مصداق پاکستان اور افغانستان کے باہمی تعلقات میں بھائی چارے اور بے تکلفی کا وہ رنگ پیدا ہو سکا جو دو پڑوسی اور مسلمان ملکوں کے تعلقات میں ہونا چاہئے۔ مغادرست لوگوں نے دونوں ملکوں کے درمیان غلط فہمیوں کی دیوار کھڑی کر دی اور اسے بلند سے بلند کر دینے کی سعی جاری رہی۔

جمہوری حکومت کے سربراہ جنرل محمد ضیاء الحق نے مبارکباد کے سنجے میں کہ انہوں نے خارجہ پالیسی کی گہمی ٹپی لائوں پر چلنے کی بجائے افغانستان کے ساتھ تعلقات کو حقیقت پسندی کی نگاہ سے دیکھا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج دونوں ملکوں کے سربراہ بھائیوں کی طرح مل بیٹھ کر اپنے تعلقات اور تنازعات پر گفت و شنید کر رہے ہیں اور

یہ امید پیدا ہو چکی ہے کہ غلط فہمیوں کی معنوی دیوار رفتہ رفتہ اپنے منطقی انجام کا شکار ہو رہی ہے۔

افغانستان صرف ہمارا پڑوسی اور مسلمان ملک ہی نہیں بلکہ مذہب کے ساتھ والہانہ محبت اور نامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کٹ مرنے کے شالہ جذبہ میں بھیجہ اپنے پاکستانی بھائیوں کے ساتھ شریک ہے۔ اس لئے باہمی تعلقات کے باب میں اس مثبت پیش رفت پر ہر پاکستانی نے اطمینان کا سانس لیا ہے اور اپنے دل میں سرت کی لہر محسوس کی ہے۔ اللہ تعالیٰ راہِ محبت کے ان دو راہروں کو نکلنے سے بچائے۔ آمین

نوائے وقت اور اسلامی جمہوریہ

لاہور کے شوقِ محبت روزہ "اسلامی جمہوریہ" میں شائع ہونے والی ایک ہندو مصنف ایم۔ اے۔ متھائی کی کتاب "آجکل صحافی حلقوں میں زیر بحث ہے جس میں مولانا ابوالکلام آزاد پر شراب نوشی اور شراب کے نشے میں "اندیا ونز فڈیم" لکھنے کا الزام مساند کیا گیا ہے۔

یہ پہلا موقع ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد کے کردار کے بارے میں کوئی مستقی بات لکھی گئی ہے ورنہ اس سے قبل مولانا آزاد کے سیاسی نظریات و افکار اور طرز عمل سے شدید ترین اختلاف رکھنے والوں نے بھی ان کی ملکیت و ذات اور پہچان کو دار کا اعتراف کیا ہے۔ مولانا آزاد نے تو زشتہ میں نہ بنی کہ انہیں اسٹالن

کمزوریوں سے بڑا اور مصوم قرار دے دیا جائے۔ ایک انسان کی حیثیت سے بلاشبہ وہ بھی اپنے دامن میں غریب کمزوریوں اور کوتاہیوں کو سمیٹے ہوئے تھے مگر اسے کی جے پناہ خوبیوں نے کمزوریوں کو ڈھانپ رکھا تھا اور وہ کمزوریوں میں نہیں تھکتے جو ان کی خوبیوں کا چہرہ و اندازِ فکر سکھیں۔ مولانا آزاد نے اپنی زندگی کسی

معارضہ میں گزاری ہے اور کسی غوثِ کبے میں نہیں ہے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں نے انہیں اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، چلتے پھرتے اور زندگی کے معمولات ادا کرنے دیکھا ہے۔ ان میں سے کسی نے تو بھی انہیں جامِ دہلو سے کھینچے اور نشے سے ڈھکراتے نہیں دیکھا بھیسر ایم۔ اے۔ متھائی نے اپنی کتاب میں مولانا آزاد کے عزم و استقلال اور درکار کی مضبوطی کا نقشہ کھینچا ہے وہ خود محتائی کے الزام کی تردید کرتا ہے۔ اس کا کنا ہے:

۱۔ مولانا آزاد کا بیز کے واحد وزیر تھے جو نہرو کی ہر بات نہیں مانتے تھے۔

۲۔ اسرائیل کو تسلیم کرنے سے نہرو کو مولانا آزاد ہی نے باز رکھا اور عربوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات کی بنیادی۔

۳۔ ان کی کوشش ہمیشہ زیادہ سے زیادہ فشتوں سے مسلّم نوا کا کامیاب کرانے کی رہتی۔

محتائی کے ان اعتراضات کو سامنے رکھ کر اس کا کوئی پر شراب نوشی کے الزام کو پرکھ لیجئے کہ نہرو وزیرِ عظم سے ہندو اکثریت والی کابینہ میں اپنے فیصلے تسلیم کرانے والا شخص شراب نوشی میں کس طرح دھت رہتا ہوگا کہ شراب تو عزم و کردار کو کھوکھلا کر دیتی ہے۔

بہرحال کروڑوں انسانوں اپنوں اور پرانیوں میں کھلی کتاب کی طرح زندگی گزارنے والے اس عظیم المرتبت امام کے بارے میں ایک اور صرف ایک محتائی کی شہادت ناقابلِ قبول اور مردود ہے جسے عقل و نقل کا کوئی معیار اور کوئی کسوٹی مستعمل کرنے کو تیار نہیں۔ اس ضمن میں ہم اپنے معاصر اہل علم کے رد عمل کے بالکل برعکس "اسلامی جمہوریہ" کے ایڈیٹر جناب مجیب الرحمن شلی کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کی عظمت و کردار اور عزم و استقامت کے بار بار تذکرہ کے لئے ایک اور بیادِ فہم کر دیا کہ یہ تو جیتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

اس کے ساتھ ہی ہم معاصر روزنامہ نویس کے تذکرہ بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ اس نے پاکستان کے حامیوں اور مخالفین کے درمیان تفریق کو (غالباً سات پشتوں تک) قائم رکھنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ پاکستان بن گیا۔ اس کے بنانے والی نسل اپنی ذمہ داریاں دوسری نسل کے سپرد کرنے میں مصروف ہے اور مخالفت کرنے والے بھی اب دنیا میں غالی خالی ہیں۔ ایک نئی نسل ماضی کے حامیوں اور مخالفین سے بے نیاز ہو کر مشترک طور پر اپنی منزل کی طرف آگے بڑھ رہی ہے مگر فوائے دلت ہے کہ اس کا کام نہیں سال پہلی تفریق کو زندہ رکھنے اور نئی نسل میں اس کے جراثیم پھیلنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ فوائے دلت کو ایک قوی اور آزاد اجارہ دہ نسل کا دعویٰ ہے مگر اسے یہ علم نہیں کہ قوی اخبار کا کام گمراہ مردوں کو اکٹھا کرنا اور ماضی کی تخیلوں کو کیدنا نہیں ہوتا بلکہ معاشرہ میں ماسک کی ذمہ داری تخیلوں اور بغضوں کو لپیٹ کر قوی وحدت اور یکجہتی کو فروغ دینا ہوتی ہے مگر یہ محسوس ہوتا ہے کہ فوائے دلت میں ایک اچھا خاصا عنصر افتراق انگیزی اور نفرت کو ہی "فرہنجیرت" قرار دے رہا ہے۔

ابھی حال ہی میں فوائے دلت کے صفحات پر شیخ الاسلامیہ رحمہ اللہ مولانا سید حسین احمد مدنی فراموش مردہ کے ایک مقالہ "مستند قومیت اور اسلام" کا جواب قسط اولہ شائع ہوا ہے جو چوبہدی ظلم احمدیہ دینے کے معدودہ جریہ "طرح اسلام" کے کسی سابق قلم کار نے تحریر کیا ہے۔ اگر اس جواب کی شاعت کا مقصد ملی یکجہتی ہے تو دیانند اری کا تقاضا یہ تھا کہ جواب شائع کرنے سے پہلے اصل مقالہ انہی صفحات پر شائع کیا جاتا کہ اہل علم دونوں کو سامنے رکھ کر موازنہ کر سکتے۔ مگر میان تو مقصد ہی کچھ اور ہے اور اس "کچھ اور" کے لئے فوائے دلت نے اپنے ماتر و سائل وقت کو بکھیرے ہیں اس لئے ہم "فوائے دلت" کے کارپردازان سے صرف یہ گزارش کریں گے کہ اگر وہ فوائے دلت کو واقعی ایک قومی اور آزاد اخبار سمجھتے ہیں تو پھر نئی نسل کو ماضی کی تخیلوں میں دھکیلنے کی بجائے اسے باہمی رواداری اور قومی جذبہ کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے دیں۔ بلکہ اس کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی کریں کہ قومی اور آزاد اخباروں کا یہی شیوہ ہوتا ہے۔

گھر بیٹے تنخواہ:

ایک اخباری اطلاع کے مطابق میسٹریٹنگ ڈپارٹی کے نوامی گاؤں چھتانی کی دو استانیوں جوان ٹریڈ میں کسی ڈپارٹی کے بیکر کا بیڑی کمرے سے گھر بیٹے تنخواہ وصول کر رہی ہیں اور اب فکر نے لوگوں کی شکایت پر انکواری شروع کر دی ہے۔ والدہ اہم یہ خبر کمال تک مبنی بر حقیقت ہے مگر گزشتہ ٹولی دور میں اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ حکمران پارٹیاں نے اپنے درکاروں کو "ازراہ شفقت" کسی ڈپارٹی کے بیکر مختلف حکمران (زیادہ تر محکمہ تعلیم) میں کھپا رکھا تھا جو تنخواہ ملا کر تھوڑے سے وصول کرتے اور کام شب و روز پارٹی کا کرتے تھے۔ لیکن یہ مذکورہ بالا خبر کا پس منظر بھی یہی ہوا اور اگر کوئی پیمانے پر تحقیقات کی جائے تو ہر ضلع میں اس قسم کی وجوہات نمایاں دیکھنے میں آئیں گی۔

اس لئے ہم عبوری حکومت سے گزارش کرتے ہیں کہ عمومی احتساب کے دوران زندگی کے مختلف شعبوں اور متعدد قومی اداروں میں محبوظ حکومت کی بدعنوانیوں اور دھاندلیوں کی انکوائری کے ساتھ ساتھ مسئلہ کے اس منہ پر بھی غور کیا جائے اور مناسب جہان بین کے بعد گھر بیٹے تنخواہ وصول کرنے والے کارکنوں کو صرف درخواست کر دیا جائے بلکہ انہیں اس مقام تک پہنچانے والوں کے خلاف بھی سرکاری تفتیش کو سامنے کرنے کے سلسلہ میں موثر کارروائی کی جائے۔

موت ہی موت:

روزانہ اخبارات کو انٹیمیں قریب کو موت ہی موت کی خبریں نظر آئیں گی۔ کارڈوں کی ٹکڑیوں، ٹرک میں کی ٹکڑی، کار ٹرک کی ٹکڑی، دھن کی ٹکڑی، الغرض ٹکڑی ٹکڑی۔ آدمی مرے ہیں زخمی ہوئے ہیں۔ کسی کا بازو کٹا ہے کسی کی ٹانگ کٹ گئی ہے۔ ہر حال مرنے والوں کے علاوہ زندہ نہینے والے بھی مری جاتے ہیں۔

اس سلسلہ کا سنگین حادثہ حال ہی میں شاہد میں پیش آیا۔ ریل کار بس سے ٹکرائی اور جوڑوا اس کو حوام نے دیکھ لیا سن لیا۔ زوال پذیر معاشرہ کے ٹیکسی اور گشت ڈرائیوروں نے زخمیوں کو ہسپتال پہنچانے کے لئے منہ مانگے دام وصول کئے اور بعض بد بختوں نے کراپٹے اور سسکے لوگوں کی جیبوں سے زمین نکالیں۔

ہم اس اور باقی حوادث میں مرنے والوں کے لئے رنجیدہ خاطر ہیں۔ رب العزت کے حضور دعا گو ہیں کہ وہ انہیں اپنی رحمتوں سے فوائے دلت اور اہل کے درج

بلند کرے۔ بزرگ خیموں کی صحت کے لئے دعا گو رہا۔ انہیں جلد از جلد شفا دے۔ وہ گیا مسئلہ مجرموں کا تو قصور دوسرے چھانک اور میں ڈرائیور کی مسئلہ محدود رہنا چاہیے بلکہ اصل اسباب کی ترمیم جا کر ان کے ذمہ دار عناصر کو کڑی سزا ملنی چاہیے۔

بقیہ رازداریاں کے قلم سے

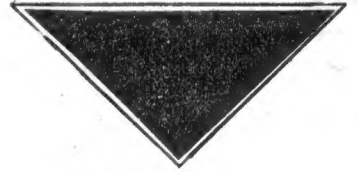
پریسیاسی انڈوسٹری استعمال کیا تو سیکرٹری صاحب نے مارے احکامات دہیں کر دیئے اور پرنالہ دہیں کا وہیں رہا۔ اس پر بدچستان کے علماء پر مشتمل ایک فائدہ دہندہ سیکرٹری صاحب سے ملا اور ان سے درج ذیل مطالبے کئے:-

- 1- مولانا قادیانی کو فی الفور دوبارہ سینٹ اینجیل سکول میں بھیجا جائے۔
- 2- پرنسپل مسٹر گلشن ویکیاس کو "اپنڈیکہ" ہفت روزہ سے کر بدچستان سے نکالا جائے کیونکہ ڈی سی صاحب نے خود اقرار کیا ہے کہ اس کے خلاف کافی رپورٹیں موجود ہیں۔ اگرچہ میں اس کے خلاف کارروائی کر سکتا ہوں مگر محبوظ پالیسی کے تحت مجھے جیسے سیکرٹری سے اور گورنر سے اجازت لینا ہو گا۔

سیکرٹری ایجوکیشن نے وفد کو دلا سا دیا کہ اب حقیقتات ہو گئی۔ اس کے بعد جب دیکھا گیا تو پرنالہ دہیں کا وہیں تھا۔ اب ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ اس عرصے میں ڈی سی صاحب کو تنخواہ بھی نہیں دی جا رہی ہے حالانکہ ان کی ملازمت کو دس سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے۔ اب مارچ کی آمد پر ڈی سی صاحب نے پھر دفاتر کا مارچ شروع کیا۔ وہ اس بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ فی ہر سہ ماہی سینٹ اینجیل سکول میں ہی جاؤں گا اور ایک حد تک ان کی یہ بات درست ہے اور یہ عزم بھی قابل قدر۔ اب ماہ مارچ کی آمد پر سننے سیکرٹری ایجوکیشن صاحب آؤں سے لیکر تو کمبلے دھان سٹرو بولے کہ میں سمجھا تھا کہ یہ معمولی چھوٹے کھپنسی کا معاملہ ہے مگر اس "کینسر" کا علاج میرے پاس نہیں۔ تو مشائخ اب اس کی سیمائی مارشل لا حکام ہی کریں گے۔ ایک اور راز کی بات بتاؤں — سینٹ اینجیل سکول دیے بھی چھانڈی کے علاقے میں ہے۔

جمیۃ علماء اسلام پنجاب کے عہد ازل کا دَوّہ پنجاب سیرت کانفرنسوں اور کارکنان جمعیۃ اجتماعاً

ناظم شعبہ نشر و اشاعت جمعیۃ علماء اسلام پنجاب جاناں مرزا کی اجمالی رپورٹ



مرکزی جمیۃ علماء اسلام کے فیصلے کے مطابق پنجاب جمعیۃ علماء اسلام کے عہدیداروں کا ایک وفد جس میں ناظم عمومی قاری نور الحق صاحب ایڈووکیٹ، مولانا غلام ربانی نائب صدر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب، مولانا منظور احمد چنیوٹی ناظم جمعیۃ علماء اسلام پنجاب، مولانا محمد لقمان علی پوری ناظم جمعیۃ علماء اسلام پنجاب، سید امین گیلانی، حضرت مولانا احمد سعید لڑھیانوی اور راقم شامل تھے۔

یہ وفد ۱۰ جنوری کو رحیم یار خان پہونچا۔ اس روز ظاہر پیر، صادق آباد، لیاقت پور میں اجتماع ہوئے رات کو معلم رہنما رحیم یار خان ہوئے اور سیرت کانفرنس کے اجلاس میں خطاب کیا۔ ۱۱ فروری کو یہ وفد جس میں مولانا غلام مصطفیٰ بہاول پوری بھی شامل تھے، پھن گٹھ، آج شریف، احمد پور شرقیہ سے ہوتا ہوا رات بہاول پور پہونچا۔ یہاں سیرت کانفرنس کے اجتماع میں خطاب کیا۔ ۱۲ فروری کو یہ وفد خیر پور ٹامبوالی اور حاصل پور سے ہوتا ہوا چشتیاں پہونچا۔ ورکروں کے اجتماع کے بعد ناظم عمومی نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا اور رات کو سیرت کانفرنس سے خطاب کیا۔ ۱۳ فروری کو وہاڑی میں کارکنوں کا اجتماع ہوا اور رات کو سیرت الہی صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتماع ہوا۔

۱۴ فروری کو وفد کے دو حصے کر دیئے گئے ایک حصہ جس میں قاری نور الحق قریشی، مولانا امجد سعید مولانا محمد لقمان شامل تھے ملتان سے ہوتا ہوا خانیوال پہونچا وفد کے اس حصہ میں مولانا منظور احمد چنیوٹی، جاناں مرزا اور

مولانا غلام مصطفیٰ شامل تھے رات خانیوال میں پہلے درگاہ کا اجتماع ہوا۔ بعد میں سیرت کانفرنس کا اجلاس ہوا جس میں ارکان وفد کے علاوہ امیر جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا حبیبہ اللہ انور نے بھی شرکت فرمائی۔ خانیوال میں حضرت الامیر کو استقبال لیدہ دیا گیا۔ جس میں ضلع بھر کے معززین کے علاوہ تمام جماعتوں کے مقامی کارکنوں نے شرکت کی۔

۱۵ فروری کو یہ وفد ملتان سے ہوتا ہوا مظفر گڑھ پہونچا نماز ظہر کے بعد کارکنوں کا اجتماع ہوا، جس میں مولانا محمد لقمان، قاری نور الحق، جاناں مرزا، مولانا منظور احمد چنیوٹی نے خطاب کیا۔ بعد از نماز مغرب یہ وفد شہر سلطان پہونچا۔ یہاں پر رات کو سیرت کا اجلاس ہوا جس میں مولانا منظور احمد چنیوٹی، قاری نور الحق، مولانا امجد سعید اور امین گیلانی نے خطاب کیا۔

۱۶ فروری کو وفد کے ارکان کو جرنالہ پہونچے۔ ۱۷ فروری کو یہ وفد ٹسکے سے ہو کر سیالکوٹ پہونچا اور ۱۸ فروری کو شیخوپورہ میں اجتماع ہوا۔ اور رات کو سیرت کالجسہ۔ جمعہ کے روز یہ وفد فیصل آباد پہونچا ورکروں کے اجتماع سے نماز ظہر کے بعد خطاب ہوا اور رات شہرک جامع مسجد میں سیرت کا اجلاس۔

۱۹ فروری کو یہ وفد کراہوں کے دربارہ چیمپو، وطنی، ساہی والہ سے ہوتا ہوا اوکاڑہ پہونچا ظہر کی نماز کے بعد ورکروں کے اجتماع سے خطاب اور رات کو گول مچہ میں سیرت کانفرنس کا اجتماع ہوا جس میں وفد کے تمام اراکین نے شرکت کی۔

۲۰ فروری کو وفد قصور پہونچا۔ مقامی کارکنوں نے وفد کا استقبال کیا۔ نماز ظہر کے بعد چوہدری

فضل حسین کے مکان پر قومی اتحاد کے کارکنوں کا بھرپور اجلاس ہوا جسے جاناں مرزا، نور الحق قریشی، مولانا منظور احمد چنیوٹی اور مولانا محمد لقمان، مولانا احمد سعید اور سید امین گیلانی نے خطاب کیا۔

۲۱ فروری کو جمعیۃ علماء اسلام کے تمام عہدیداروں کا یہ وفد لاہور گیا۔ یہاں مرکزی پنجاب کی شوریٰ اور عاملہ کا اجلاس ہوا ہاتھ۔ اجلاس میں شمولیت کی ۲۲ فروری کو شیخوپورہ سے ہوتا ہوا یہ وفد چوہدری پہونچا جہاں مقامی کارکنوں نے وفد کا استقبال کیا اور شاناں مرزا اجتماع ہوا جس میں قاری نور الحق، مولانا منظور احمد مولانا غلام مصطفیٰ اور جاناں مرزا نے خطاب کیا۔

۲۳ فروری کو یہ وفد گجرات پہونچا جہاں پر عجائبات کی از سر نو تشکیل ہوئی۔ حضرت مولانا عنایت، اللہ شاہ صاحب بخاری نے جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا یقین دلایا۔ نیز اپنے بڑے مولانا ضیاء اللہ صاحب کو حکم دیا کہ وہ جمعیۃ کے ساتھ مل کر کام کرے۔ رات کا اجلاس سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری کی صدارت میں ہوا۔

۲۴ فروری کو یہ وفد بہلم پہونچا۔ دن بھر کارکنوں سے ملاقاتیں رہیں اور ظہر کے بعد اجلاس ہوا جس میں قاری نور الحق، مولانا چنیوٹی، جاناں مرزا اور مولانا احمد سعید نے خطاب کیا۔ رات کو یہ وفد دینہ پہونچا چوہدری فضل الہی کی طرف سے ارکان وفد کو استقبال دیا اور رات کو جامع مسجد مہاجرین میں سیرت کا اجتماع ہوا جس میں ارکان وفد کے علاوہ چوہدری فضل الہی صاحب نے بھی تقریر کی۔

صبح کو ارکان وفد منگلا ٹیم دیکھنے گئے اور

بقیہ تجویز

پڑھوں تو ان میں سے ایک امیر ہو؟ اسلام فاسم
متم کی جماعتی زندگی کا تصور دیتا ہے اور تعلیم پرست
زور دیتا ہے۔

۷۔ عوام اپنی جائز شکایات کو براہ رست اسبل منڈہ
سے ملاقات نہ کرنے کی صورت میں کس طاقت کے

رہے صاحب کی تجویز ناممکن اسبل تجویز ہے

سامنے پیش کریں؟ اور اگر ناندہ اسبل سے بھی
شکایت کریں تو کس قسم کے دباؤ سے ان سے کام
لیا جائے؟

۸۔ اسبل میں تو جو کارروائی ہوگی اس کا ذمہ دار وہی ہے
ہوگا۔ لیکن کس تمام کارروائی کے مثبت یا منفی اثرات
کی ذمہ داریات خارجیوں کی ہوں گی؟ پوری طاقت
کو ذمہ دار بنانے کی بجائے ذمہ دار بنائے اسبل منڈہ
کو ذمہ دار بنانے سے وہ نتائج برآمد نہیں ہو سکتے
جو ایک پارٹی کے ذمہ دار فرد کے ذریعہ ممکن
ہونے کے بعد ذریعہ مطلق سمیت پوری پارٹی عوام کے
سامنے جوابدہ ہوتی ہے؟

۹۔ نیز غیر جماعتی پارلیمانی نظام کے تحت منتخب حکومت کو
استحکام کس طرح ہوگا؟

۱۰۔ سیاسی پارٹیاں نہ ہونے کی صورت میں تفریق،
جمہوری افکار کی عوام میں پھیلنے کی سطح پیدا ہوگی؟

۱۱۔ عوام کی اجتماعی طاقت کسی تنظیمی سطح پر ہی منعقد
ہونے کی صورت میں نوکریات کی کس طرح ختم
کیا جاسکتا ہے؟

۱۲۔ کشمیر میں اگر جماعتیں نہ ہوتیں تو اتنی منظم شکل میں
آمریت کے خلاف تحریک کیسے چلی سکتی؟ عوام نہ
گناہات رکھتے ہیں گران کا شیرازہ جب تک کسی
تنظیمی اجتماعی قیادت کے تحت نہ ہو کہیں آمریت کے
خلاف تحریک نہیں چلا سکتے۔

کیا رے صاحب جو غیر جماعتی پارلیمانی نظام کے تحت
شہر سے حامی ہیں اور موجودہ گران کا اصل نقطہ اسی میں نظر
کھینچتے ہیں؟ مندرجہ بالا سوالات کا جواب دے کر کیا
معلقوں کو مطمئن کرنا اپنا سیاسی اخلاقی فرض سمجھیں گے؟

گیارہ بجے تک رہا۔

یکم مارچ کو یہ قافلہ پروگرام کے مطابق میانوالی کے
لیے روانہ ہوا۔ راستہ میں بارش کے باعث سفر میں
قدرت مشکلات پیش آئیں۔ تاہم دوپہر ۱۲ بجے قافلہ
میانوالی پہنچ گیا۔ مولانا محمد رمضان نائب ناظم جمعیت پنجاب
نے وفد کا شاندار طریق پر استقبال کیا، لیکن قانونی
پابندیوں کے تحت نہ تو کارکنوں سے خطاب ہو سکا
اور نہ ہی خطرات میں شمولیت ہو سکی، البتہ رات کو میرٹ
کا اجتماع ہوا جس کی صدارت مولانا محمد رمضان صاحب
نے کی۔ اس میں مولانا غلام مصطفیٰ بہاول پوری، مولانا منظور احمد
پٹنویٹی نے میرٹ کے موضوع پر تقریریں کیں۔

۲ مارچ کو یہ قافلہ حسب پروگرام سرگودھا پہنچنے
والا تھا اور یہ مقام دورے کا آخری مقام تھا، لیکن
تازہ پابندیوں کے باعث جمعیت علماء اسلام سرگودھا
کے کارکن حافظ محمد صادق صاحب کی اطلاع پر کہ گورہا
میں کسی قسم کے اجتماع کی اجازت نہیں مل سکی۔ آخری
دورے کا پروگرام ملتوی کر دیا گیا۔

میں دن کے اس طویل پروگرام میں بعض مقام
ایسے بھی آئے جن میں بہاول پور فیصل آباد، راولپنڈی
اور لاہور شامل ہیں جہاں جمعیت علماء اسلام کا نظام مطلق
دکھائی دیا۔ بہر حال اس کی تفصیل ناظم عمومی قاری نور الحق
ایڈووکیٹ اپنی رپورٹ میں پیش کریں گے۔ تاہم اجتماعی
طور پر وفد کا یہ دورہ ہر اعتبار سے کامیاب رہا۔ ہر جگہ
کے کارکنوں نے اپنی زندگی کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ وفد
کے ارکان کے استقبال اور ان کے احترام میں کوئی
نہ اٹھا رکھی، ہر جگہ کے کارکن چاق و چوبند نظر آئے
اور انہوں نے جماعتی پروگرام میں دلچسپی کا اظہار کیا۔

دمنہ کالی کھانسی بخیر مندرہ
خارشش زیا بطین اعصابی کنزوی
مکمل علاج کروائیں

دکانہ الہند حکیم حافظ قاری

۱۹۔ نکلنے روڈ لاہور۔ فون ۶۵۵۶۴

صبح کا ناشتہ چوہدری فضل الہی صاحب کے یہاں کیا
اور یہ قافلہ راولپنڈی روانہ ہو گیا۔ راستہ میں گوجران
میں قومی اتحاد کے کارکنوں نے وفد کے اعزاز میں
استقبالیہ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ چنانچہ قاری نور الحق
صاحب، مولانا غلام مصطفیٰ صاحب اور راقم الحروف نے
قومی اتحاد کے کارکنوں سے خطاب کیا۔

یہاں سے فارغ ہو کر یہ قافلہ راولپنڈی پہنچا۔
علاقہ کے تمام ارکان جن کی تعداد پانچ سو سے زائد تھی
صدقہ کی جامع مسجد میں

کارکنوں سے خطاب کیا۔ مولانا قاری
سعید الرحمن صاحب صدر جمعیت علماء اسلام پٹنوی
اور جناب اختر حسین صاحب ایڈووکیٹ نے
ارکان وفد کے اعزاز میں چھلانے دیا۔

راست میرٹ کا اجلاس دارالعلوم تعلیم القرآن کی
عظیم الشان مسجد میں ہوا جس کی صدارت شیخ القرآن
مولانا غلام اللہ خان صاحب نے کی۔ اس اجتماع کو صاحب
صدر کے علاوہ قاری نور الحق، مولانا منظور احمد پٹنویٹی،
مولانا غلام مصطفیٰ، جانا بزمز اور مولانا احمد سعید نے
خطاب کیا۔

۲۸ فروری کو وفد کے اعزاز میں مولانا غلام اللہ
خان صاحب کے ہاں ناشتہ کا انتظام تھا جو کہ بڑا
ہی پُر تکلف تھا، نیز اس موقع پر قاری نور الحق قریشی
مولانا منظور احمد پٹنویٹی، جانا بزمز اور مولانا غلام مصطفیٰ نے
کارکنوں کی معیت میں حضرت شیخ القرآن سے علیحدگی
میں ان سے گفتگو کی اور ان سے جمعیت میں شمولیت
کی درخواست کی گئی جسے شیخ القرآن مطلقاً نے بڑے
غور اور توجہ سے سنا اور ارکان وفد کو یقین دلایا کہ
وہ اپنی فرصت کے تمام لمحات جمعیت علماء اسلام
کے لیے صرف کریں گے۔

۲۸ فروری کی سہ پہر کو یہ قافلہ راولپنڈی سے
حسن ابدال پہنچا اور نظر کی نماز کے بعد جامع مسجد میں
اجتماع ہوا، نماز عصر ارکان وفد نے حضور میں جاپڑھی
یہاں پر جماعتی رہنما مولانا حامد رحمانی اور دوسرا رکان
نے وفد کے اعزاز میں حصار دیا۔ اور جامع مسجد میں
میرٹ کے موضوع پر تقریریں ہوئیں۔

یہاں سے فارغ ہو کر ارکان وفد کیمیل پور پہنچے
مولانا عبدالقدیم قریشی کی صدارت میں جامع مسجد کیمیل پور
میں میرٹ کا ایک عظیم اجتماع ہوا۔ یہ اجتماع رات

بِرِّصَغِيرِ بَاکِ وَهْنَر

میں اسلام اور مسلمان کن راستوں سے داخلے ہوئے

شمالی ہندوستان کا راستہ

قبل از اسلام دور میں عرب، ہندوستان بلکہ شرقِ بعید کے ساتھ بھی تجارت کیا کرتے تھے عرب تاجر جو مالی تجارت لاتے اور تباہ کرتے۔ اسلام کی دولت کے بعد انہوں نے اپنے سامان تجارت کے ساتھ ساتھ اپنے انکار و نفکارت بھی ہونچالے شروع کر دیئے۔ اسلام چونکہ تبلیغی مذہب ہے اس لیے اس کے تبلیغی تقاضوں کے تحت مسلمان تاجروں نے جنوبی ہندوستان میں تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ محمد بن قاسم کے حملہ (۶۱۱ء - ۶۱۲ء) سے پہلے جزائرِ مالدیپ اور سرائیپ کے جزائر میں بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس دھڑے کو اس امر سے تقویت پہنچی تھی کہ جب ابن قاسم نے حملہ کیا تو اس کا سبب یہ تھا کہ یہاں کے مسلمانوں کا جمنا و حرب جاری تھا جسے بحری قزاقوں نے ٹوٹ لیا تھا۔ آج بھی جزائرِ مالدیپ اور نقادیب کی صفی صد آبادی مسلمان ہے۔ انہی تاجروں کے باعث ساحلِ مالابار (مبئی) پر اسلام پھیلا اور اس سرچستے اسلام پھیل رہا تھا کہ اگر سولہویں صدی عیسوی میں پرتگالی عیسائی آگے گئے ہوتے اور اسلام کی صلہ کن تبلیغ کو چیرا نہ روک دیا گیا ہوتا تو پوری آبادی مسلمان ہوتی۔ تاہم اب بھی میں فی صد آبادی مسلمان ہے (آؤر لٹ)

ساحلِ مالابار، حیدر آباد دکن اور جنوبی ہندوستان

میں اسلام پُر امن طریقے سے پھیلا اور کسی جگہ تلوار یا جبر و لکڑا کوئی نشان نہیں ملتا۔ اس کا اقرار پرنالیر آؤر لٹ نے اپنی کتاب (پرنالیر آؤر لٹ) میں ذرا الفاظ میں کیا۔

اسباب

۱۔ اسلامی تعلیمات کی غلطی، موثر ہونا، نسل انسانی کی فطرت کے عین مطابق ہونا اور ایک عالمی اور شرف انسانی کی حفاظت کرنے والا پیغام دینا۔ وہ نمایاں تعلیمات جنہوں نے یہاں کے رہنے والے انسانوں کے دلوں پر اثر کیا۔ ان میں سے نمایاں توحید خداوندی کا تصور، مساوات، نسل انسانی کی تعلیم، شرف انسانی کا تصور، عدل و انصاف کا بلند معیار، مساوی حقوق انسانی کی ضمانت روحانی بالید کا اہتمام، معاملات کی درستگی، فیزی زندگی کی استواری، علم و تعلیم کا عالمی اور مفید ترین تصور وغیرہ تھیں۔

۲۔ اہم تعلیمات اور اس اپنے تصور و رعایت کے علاوہ میں چیرنے یہاں کے لوگوں کو متاثر کیا وہ شروع کے ان مسلمانوں کا مضبوط کردار اور ان کی تعلیمات کا عملی تصویر ہونا تھا یہ تاجرانہ دار، معاملات میں دیانتدار اور عمدہ الفاظ میں پختہ اور پسندیدہ اور انسانی کے کمات ہی آچنے وجہ پر

فائز تھے۔ چنانچہ ان تعلیمات پر عمل کرنے والے ان انسانوں کی سیرتوں اور کردار نے یہاں کے لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام ہونے پر آمادہ کیا۔

۳۔ تبلیغی لٹریچر، خطبات اور تبلیغی مجالس نے بھی لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے میں نمایاں کردار انجام دیا۔

۴۔ ایک نہایت ہی نمایاں سبب ہندوؤں کا ذات بات کا نظام تھا۔ ہندوؤں نے اپنے پری سوسائٹی کو چار طبقات میں تقسیم کر رکھا تھا، برہمن، کشتری، ویشی اور شودر۔ ان میں سے شودر کمترین حقوق تھے جو کہ بات میں برہمن کے پاؤں سے پیدا ہونے کا تصور تھا ان کا گھٹیا اور پست درجہ اور ذلیل خدمات لی جاتیں۔ پروفیسر ارنلڈ نے اس ذات بات کی تقسیم کی ایک بھیانک مثال دیتے ہوئے یہ بیان دیا ہے کہ جنوبی ہندوستان کے ضلع فرامگور میں شودروں کی ایک جماعت کے افراد کے چلے یہ فرقہ وی ہے کہ جب وہ گھر سے نکلیں تو اپنے گلے میں گھنٹی باندھ کر نکلیں اور جب بازاروں اور گلیوں سے گزریں تو اپنے گلے کی اطلاع دینے والے سے دیتے جائیں اور اونچی ذات کے سے چالیں قدم دور ہیں اور اہمیت کرنے والے شودروں کو سخت سزا دینے لگی۔

اسلام نے مساوات اور شرف انسانی کا جو تصور دیا وہ ان اقوام کو بہت زیادہ اپیل کرنے والا تھا اور یہ کہ ایک شہور کلمہ پڑھتے ہی عوام کو جھنجھوٹے محسوسات کے برابر ہو جاتا ہے۔

شادیوں کے باعث

John Maynard کے یہاں شادیاں کر لیں اور ان کا متعلقہ خاندان اور اہل خانہ کے باعث اسلام کو خاصی ترقی نصیب ہوئی۔

محمد بن قاسم کا حملہ

اس کا سبب ایک عورت کی چکارا بخیا یا حجاج و امیر کا مفروضہ جواب۔ حجاج نے محمد قاسم کو بھیجا اور بڑا لشکر لے کر ہر طرح کی ضروریات ساتھ دیکر بھیجا روٹی بکری کے ساتھ۔ تو بڑی فوج ماری جاتی ہے، زیادہ فوج ہو کر مر جاتی ہے، سندھ سے ملتان تک یلغار کرتا ہوا آیا۔ حدیوں تک مسلمانوں کے پاس رہا اور انگریزوں کی آمد تک مسلمانوں کے پاس رہا اور اس کی وجہ یہاں کے لوگوں کے دل موہ لینے اور رولواری۔ تین سال کے بعد محمد قاسم کو معزول کر دیا گیا اور واپس جانے لگا تو یہاں کے بت پرستوں نے اس کا بت بنا کر اسے دیوتا سمجھ کر پوجا۔ مسلمان مبلغین اور مسلمانوں کی سیرت و کردار کے باعث لوگ مسلمان ہو گئے۔ مسلمانوں کی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز ملتان رہا اور منگول نے فتنہ کے وقت بہت سے صوفیاء یہاں آکر آباد ہوئے

تیسرا راستہ

شمالی ہندوستان کا راستہ بہت اہم راستہ ہے جس سے مسلمان حکمران اور فاتحین آئے تھے۔ میں محمود غزنوی نے یکے بعد دیگرے حملے کیے اور سب سے بڑا حملہ سومات پریا اور کفر کے غزوہ کو توڑ دیا، لیکن اس نے تنظیم حکومت کے سلسلے میں کوئی کام نہ کیا۔

لیکن محمد غوری صحیح معنوں میں ہندوستان کا فاتح ہے۔ اس نے شمالی ہند میں ۱۱۴۹ء میں حکومت

قائم کی۔ غوری کے بعد قطب الدین ایک تھا۔ یہ غلام تھا۔ جانشین غوری کی حیثیت سے حکومت قائم کی اور اسلام کے غلبہ کو قائم کرنے کے لیے قطب ٹیڈر اور مسجد قوت الاسلام بنائی۔

اس کے بعد شمالی ہندوستان پر مسلسل غلبہ رہا۔ سلاطین دہلی کے کارناموں میں جن کو ترک یا "غاندان غلامان" کہا جاتا ہے۔ انہوں نے شمالی ہندوستان میں ایک مستحکم حکومت قائم کی اور لوگوں کو اسلام سے روشناس کر کے ایک اخلاقی اور معاشرتی تصور نہ دیا۔

اگرچہ انہوں نے اسلام کو سیاسی حیثیت سے مضبوط کیا اور شریعت اسلامیہ کو اس حصہ ملک میں نافذ رکھا، تعلیم و قلم کا سلسلہ بھی جاری رکھا، علوم و علما کی سرپرستی بھی کی، لیکن فرمانروا نے یہاں کے لوگوں کو مسلمان بنانے کے لیے کوئی ایسی تحریک جاری نہیں کی جس کو حکومت کی سرپرستی، امداد اور قوت حاصل ہو۔ دوسرے معنوں میں ان فرمانرواؤں نے قوتِ تلوار فوج کسی چیز کو اسلام کے دفاع کے لیے استعمال نہ کیا، کیوں کہ وہ اس بات سے آگاہ تھے کہ اسلام میں تبلیغ کے سلسلے میں تلوار یا قوت کا استعمال ممنوع ہے، لیکن ان فرمانرواؤں کے دور میں مسلمان مبلغین نے قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔ لوگوں کو اسلام کی خوبیوں سے روشناس، تبلیغ، پھیلاؤ۔ یہ کینوں کو اپنی سیرتوں سے اور اسلامی تعلیمات کی خوبیوں سے متاثر کرتے رہے۔

اسلام کی تبلیغ و اشاعت وسیع پیمانے پر اس وقت ہوئی جب ۱۳۰۰ء صدی میں تاتاریں نے وسطی ایشیا کے علاقوں کو تخت و تاراج کر کے مسلمانوں کو تباہ کرنے پر تل گئے۔ اس زمانے میں سمرقند، تاشقند، بخارا، بلخ اور ماوراء النہد کے علاقے ترکستان سے جو تہذیب اسلامی کے مرکز تھے وہاں سے علماء و صوفیاء کی ایک وسیع جماعت ہندوستان آئی۔

ان صوفیاء و علماء نے یہاں کے ماحول پر دوسری اثر ڈالا۔ ان کی خدمات نہایت قابلِ قدر ہیں، فرمانرواؤں کا خدشات بھی بچے ہیں۔

مشہور مغربی مصنفین آرنلڈ جنوں نے ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت پر کام کیا ہے ان کی رائے یہ ہے کہ جو صوفیاء میں اشاعت اسلام صوفیاء

کا کارنامہ ہے اور یہ منگوں کا طوفان اور تاتاریوں کا وسطی ایشیا پر حملہ برصغیر پاک و ہند کے لیے اس کا خلاصہ مفید ثابت ہوا کہ اسلام اس حصہ میں بہت مضبوط ہوا، پھیلا اور لوگوں نے اسے قبول کیا۔

شمالی ہندوستان میں جہاں کوئی مثال نہیں ملتی کہ فرمانرواؤں نے اسلام کے پھیلنے میں کبھی سختی، جبر اور تلوار و قوت کا استعمال کیا ہو۔

پروفیسر آرنلڈ نے اپنی کتاب میں اس حقیقت کو بار بار زور دیا الفاظ میں بیان کیا ہے اور اس حقیقت کی سچائی اور بھی واضح ہو جاتی ہے جب ہم ان علاقوں کا جہان مسلمان کئی صدیاں حکمران رہے جو ان کے مرکزی علاقے تھے، دہلی، احمد آباد، آگرہ وغیرہ یہاں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب ہندوستان میں اور غیر مسلموں کے مقابلے میں بہت کم رہا۔ اگر مسلمان فرمانرواؤں نے قوت سے کام لیا ہوتا تو یہ صورت نہ ہوتی۔

وہ بزرگ جنہوں نے غلوں مستعدی سے اسلام پھیلا یا ان میں نمایاں ترین حضرت علی، عبید اللہ بابا فرید، شمس تبریز، گر ویزی ستید، معین الدین اجمیری، مجدد الف ثانی، بابا جلال سندھ، نظام الدین اویار، خواجہ بختیار، کاکلی اور ان جیسے علاوہ سیکڑوں ہما والدین لکھیا ملتان، پاکیزہ سیرت کے حامل انسان۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی سیرتوں سے اسلامی تعلیمات سے لوگوں کے دلوں پر اثر کیا ان بزرگوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ مسلمانوں کا تزکیہ نفوس کیا، بلکہ غیر مسلموں کی کایا پلٹ دی۔

ان بزرگوں نے باقاعدہ اپنے سلسلے قائم کیے مریدوں کی تربیت کی اور پورے ملک میں توحید کا پیغام پھیلا یا جس کا نہایت خوشگوار اثر اسلام کی ترویج و اشاعت اور غلبہ حاصل ہوا۔

جہاں ملک بنگال میں اسلام پھیلنے کا تعلق ہے یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ قعداء کے لحاظ سے بنگال میں سب سے زیادہ کامیابی ہوئی۔

وجوہات

آٹھویں صدی سے بارہویں صدی عیسوی تک برصغیر کی حکومت تھی بارہویں صدی میں یہاں پر ہندوؤں کی حکومت قائم ہوئی۔ ان کی ذات پات کی

مولانا حسین احمد مدنی - اور - عہدِ اسلامی اقبال

عربی مجرموں کی زبان درازیات

یہ اس زمانے کا دیکھو ہے جب پاکستان کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔ ان دنوں دینی میں مسلم لیگ کا ایک جلسہ عام تھا، کسی نہ کسی طرح مسلم لیگ کے مقامی رہنما مولانا محمد ایاسؒ بانی تبلیغی جماعت کو جلسہ میں آئے خوب دعوایں دھار تقریریں کیں۔ تقریباً تمام پارہ مقروءوں نے مولانا حسین احمد مدنیؒ کے خلاف انتہائی گندہ زبان استعمال کی اور اس طرح اپنا نقطہ نگاہ پیش کیا۔ میں ان کا سرا یہ تھا۔ اور شاید وہ اس کے سوا کچھ جانتے ہی نہ تھے۔ دن کا خلاصہ کلام اس پر ختم ہوتا تھا کہ شیخ الاسلام حسین احمد مدنیؒ نہیں مولانا محمد ایاسؒ ہیں اور ان کی تعریف میں دو چار زوردار کلمات کہ کو اپنی تقریر ختم کر دیتے۔ آخر میں مولانا ایاسؒ نے خطاب کیا اور صرف چند کلمات کہ کہ اپنی تقریر ختم فرمادی۔ مولانا نے فرمایا:

”مولانا کی سیاسی رائے میری مجھ سے ہلا ہے۔ اگر میں اس سے اتفاق کرتا تو ان کی گفتش بردار نہ کرتا، لیکن میں ان کی ذات کے خلاف کوئی کلمہ اپنی زبان پر لا کر جہنم کی آگ خریدنا نہیں چاہتا کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے مرتبے سے آگاہ ہوں۔ اس قسم کا حوصلہ وہی فوجوان کر سکتے ہیں جو حسین احمدؒ کے درجہ و مقام سے واقف نہیں ہیں اور نہ قرآنی اخلاق کی اسلامی حدود سے بہرہ ور ہیں۔“

مولانا محمد الماحد مدنیؒ یا مولانا حسین احمد مدنیؒ

سے بیعت ہونا چاہتے تھے، لیکن مولانا مدنیؒ نے ان کی طبیعت کا اندازہ کرتے ہوئے انہیں مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت ہونے کا مشورہ دیا اور وہ ان کے حلقہ میں شامل ہو گئے۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ مسلم لیگ کے حلقہ سیاست میں شیخ الاسلام تھے ان کا مرتبہ و مقام بھی ڈھکا چھپا نہیں۔ جب کبھی ان سے مولانا مدنیؒ کے متعلق سوال کیا گیا انہوں نے عوامی ہوا میں کہا کہ:

”مدنی صدیقِ اسلام کی دلیل ہیں۔“

حضرت مفتی محمد شفیعؒ صاحبِ بفضلِ تعالیٰ بقیہ حیات میں اور زمانہ دلوں بند سے مسلم لیگ کے قیادار ہیں۔ انہوں نے تحریکِ پاکستان کی خدمت کی ہے۔ ان سے پوچھجے کہ مدنیؒ غیرتِ اسلام کی دلیل تھے اور فقرا اسلام کے خونہ یا ملتِ اسلامیہ کے خدار تھے؟ اور ہندو کے اجیر؟ ہم مولانا اشتیاق الحقؒ تھا نوی کہ دین کے بجائے دنیا کا انسان سمجھتے ہیں ان میں داخلانہ خوبیوں کے باوجود کسی حکومت سے ٹکراؤ کا حوصلہ نہیں۔ وہ سیاسی اقتدار کے انسان ہیں ان سے دریافت کریجیے کہ مولانا حسین احمد مدنیؒ آیاتِ الہی میں سے تھے یا ہندو کے ایجنٹ؟

جن لوگوں نے عثمان کو لگاتار اپنے مطالبات رکھے ہیں انہیں یاد ہو گا کہ انہوں نے دس پندرہ سال پہلے جالندھر کے ایک راسخ العقیدہ لیگی زجران ڈاکٹر مولوی اکرام الحقؒ مرحوم کی زندگی میں ان کی اس روایت کو لکھا تھا کہ مولانا مدنیؒ جالندھر اسٹیشن میں ٹرین میں جا رہے تھے تو لیگ کے دو فوجوان ان کے ڈبے میں گسٹے

ایک نے مولانا کی داڑھی پکڑ لی، دوسرے نے اس پر تھوکا۔ مولانا مدنیؒ نے آہ تک نہ کی جب یہ روایت ان فوجواں نے جالندھر مسلم لیگ کے صدر مولانا عظمیٰ کو سنائی تو مولانا عظمیٰ نے ان فوجواں سے کہا بڑھاگ رہے ہو یا واقعی تم نے ایسا کیا اور اس پر فخر کر رہے ہو؟ جب دونوں فوجواں نے تصدیق کی کہ فی الواقعہ وہ یہ کر گئے ہیں تو مولانا عظمیٰ نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو مدنی اہل اللہ میں سے ہے اس نے مدتوں روضہ رسول اللہؐ کی پکوں سے جا رو بہ کشتی کی اور استاد اقدس کے سامنے بیٹھ کر حدیث پڑھائی ہے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے مدنی کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے وہ پانی میں ڈوب جائیں گے یا انہیں آگ چاٹ لے گی۔ ڈاکٹر اکرام الحقؒ راوی ہیں کہ ان دو فوجواں میں سے ایک تقسیم کے وقت دریائے بیاس کی تندر ہو گیا، دوسرا پاکستان میں آکر پولیس کی معرفت ایک لیگی لیڈر کے ہاتھوں آگ کی جلی میں پھینک دیا گیا اور جہنم ہو گیا۔

یہ اتنی واضح اور بین شہا دتیں ہیں کہ اس کے بعد اگر کوئی بدکردار اور بدتمیشتی فکر کا مولانا مدنیؒ کی شان میں گستاخی کرتا اور قایدِ اعظم کی آڑ لے کہ انہیں یا ان کے ساتھیوں کو اجیر علما لکھنا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک بدبخت انسان ہے اور اسے اپنے نفس کا خلافت پر ساری دنیا کا قیاس ہوتا ہے۔ اس قسم کے لوگوں سے دنیا کبھی خالی نہیں رہی۔ چراغِ مصطفویؐ پر تیار پولی نے ہمیشہ رنگ بکھینچے ہیں۔ جو لوگ اپنے دل میں خدا کا خوف رکھتے ہوں وہ اس قسم کی باتیں نہیں کہتے۔

چہرے پر مل رہے ہیں۔

بکری ہفت روزہ چٹان ۲۴ مارچ ۵۰

بقیہ۔ جعفری میں اسلام اور مسلمان.....

کی تقسیم نے نچلے طبقہ پر قافیہ حیات تنگ کر دیا تھا اس لیے مسلمانوں کو وحدت خداوندی، شرف انسانیت اور وحدت نسل انسانی کے تصور میں بہت کامیابی حاصل ہوئی۔

ولیم ہنٹر کے نقطہ نظر سے اسلام یہاں کے پس ماندہ اور پامال انسان کے لیے گراں قدر نعمت ثابت ہوا۔ انہوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ دیا اور محنت میں بلند مقام حاصل کر لیں کامیاب ہو گئے۔ پھیروں، ملاحوں، اکٹوں اور معمولی افراد میں کی کثرت ہوتی ہے اسلام کو قبول کر لیا۔

اگر قرآن میں پڑھ کر سنائے گئے، لیکن بالنگ در میں بیکہ ان کا ابتدائی دور تھا شائع کیے تو علی برادران کا ذکر کیا اسی طرح ہما تھا گاندھی کی تحریک میں چھ اشعار لکھے جس میں انہوں نے مرد چختہ کا روق اندیش و باعفا سے غائب کیا وہ اشعار ۳۳ ر ۱۹۲۱ء کے زمیندار میں چھپ چکے ہیں۔

علامہ اقبال اپنی عمر کے آخری ایام میں قاید اعظم کے ساتھ تھے، لیکن ۹ نومبر ۱۹۲۱ء کے زمیندار میں محمد علی جناح سے بھی پانچ شعروں میں ٹپکلی اور سی طرح پہلی تنگ عظیم میں علامہ نے دہلی کی دل کا فرانس میں ۹ بند کی ایک مصرع لکھ کر سنائی جس میں شہنشاہ انگلستان سے متعلق دو بند قصیدے کا انتہائی غلو رکھتے ہیں۔ جب یہ تمام نظمیں شاعرانہ حسن کے باوجود علامہ نے اپنے کسی مجموعے میں شامل نہیں کیں تو مولانا حسین احمد مدنی سے متعلق تین اشعار کا ارمان جہاز میں شامل کیے جانے والی واقعہ سیاسی بد مذاقی اور ذہنی حادثہ ہے۔ اس میں یہ اشعار اور بھی افسوسناک معلوم ہوتے ہیں کہ علامہ اقبال نے جس غیر سے متاثر ہو کر یہ اشعار لکھے تھے اس کی حقیقت سے آگاہ ہوتے ہی روزنامہ ”احسان“ میں اس مطلب کا ایک خط چھپوا دیا کہ مجھ کو اس مراحت کے بعد کسی قسم کا کا کوئی حق ان پر اعتراض کرنے کا نہیں رہتا۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ میں مولانا کی حمیت دینی کے احترام میں ان کے کسی عقیدت مند سے بچے نہیں ہوں (ملاحظہ ہو اقبال مرتبہ شریعت پبلیشنگز جناب ممتاز حسن سابق فنانس سیکریٹری حکومت پاکستان۔ شائع کردہ اقبال ایکڑی کلپی علامہ اقبال نے جناب طاووت کو ایک خط میں لکھا کہ وہ مولانا حسین احمد مدنی کی تصریح کے بعد اپنے اشعار کی تفسیر کیلئے مسدودت خواہ ہوں۔

اس حقیقت کشائی کے بعد اگر کوئی قلم دراز یا زبان دراز مولانا مدنی اور ان کے رفقاء پر نشتر زنی کو تباہے تو وہ نہ صرف یہ کہ پاکستان کی فضا سے غلط فائدہ اٹھائے بلکہ قاید اعظم اور علامہ اقبال کے روجوں کو بھی صدمہ پہونچانے کا مرکب ہو تباہے۔ اس قسم کے غلط کار لوگ پاکستان میں غالباً یہ تصور کیے بیٹھے ہیں کہ وہ کوئی تاریخی کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے مل کی کالک اپنے

اس نرا شہنائی کا حوصلہ صرف انہیں لوگوں کو ہوتا ہے جنہیں اپنے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ ٹپکے کا پتا ہیں۔

آج دنیا میں نہ محمد علی جناح ہے، نہ علامہ اقبال نہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی اور نہ مولانا ابوالکلام آزاد وہ پرانی بساط تمام تر لپٹ چکی ہے۔ اب ان سب کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، لیکن ان اکابر کی موت کو سالہا سال گزر جانے کے بعد بھی جو لوگ ایک کی آڑ میں دوسرے کو بڑا کرتے ہیں وہ بہر حال انسان نہیں ہیں، گو اس قسم کے افراد گنے پنے ہی ہیں، مثلاً مصافیر میں قادیانی انتہیت کے دسترخوان کا ایک زلہ زبانت تھا اس طرح کا ہڈیان بجے میں پیش پیش ہے۔ اور اکثر وہ پیش آڑی لی جاتی ہے کہ علامہ اقبال نے مولانا حسین احمد مدنی کے متعلق درج ذیل قطعہ لکھا تھا:

عجم ہنوز نداند رموز دین ورنہ !
زدیوبہ حسین احمد اس چہرہ العجمی است
مرود بر مرمر نبرکہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مستم محمد عربی است
بہ مصطفیٰ برسان خویش را کہ دین لہر است
اگر بہ او نرسیدی تمام لوہی است !

اشعار بالا ارمان جہاز کے آخر میں درج ہیں۔ علامہ اقبال نے ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو انتقال فرمایا۔ اور ارمان جہاز نومبر ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی۔ علامہ اقبال زندہ ہوتے اور ارمان جہاز ان کی تدوین و ترتیب سے یہ شائع ہوتی تو یہ اشعار اس میں کبھی نہ ہوتے علامہ اقبال مرحوم شخصیات کی مدح و قدح سے بلاوہ بلند تھے اور عمر کے آخری دور میں یہ چیزیں ان کے تصور ہی حقا ہو چکی تھیں۔ انہوں نے اس طرح کے تمام اشعار اپنے کلام سے ہمیشہ خارج کر دیئے۔ اگر مرتبین اسٹے ہی دیانت وار تھے تو انہیں مولانا محمد علی جوہر کا مرثیہ ارمان میں ضرور شامل کرنا چاہیے تھا جو ایک روزنامہ ہی کے صفحہ اول پر شائع ہوا اور ملک کے تمام اخبارات نے نقل کیا اور شاید کوئی دوسرا مرثیہ اس بارے میں نہیں اس کے علاوہ اور بھی کئی چیزیں ہیں جو وقتی سیاست کے ساتھ تعلق رکھتی تھیں اور علامہ اقبال ہی کے قلم سے نکلی ہیں۔ مثلاً حضرت علامہ نے علی برادران کی رہائی پر جو اشعار لکھے وہ مسلم لیگ کے اجلاس عام منعقدہ

ALPHA

کشتہ جات

اور خالص یونانی

ادویات

پیش کرنے والا دستیابی اور

الفالیونانی لیبارٹریز

الطاف حسین کرکیش منیجر

بہاولنگر، منچن آباد، فقیر ولی

چشتیات، ہارون آباد

کے دورہ پر مدیت

مقدمہ زندگی کی ایک جھلک

کسبِ نفسی

حضرت مرحوم عطران باشندہ کہ خود بخود نہ کہ عطار بگوید کامیج مصداق تھے۔ وہ اپنے قدرت کے لیے مدح و ثناء سے بے نیاز تھے۔ انہیں یہ خواہش کبھی نہ ہوئی کہ میری شہرت چہار دلاک عالم میں پھیل جائے اور میرے جاننے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو۔ آپ اس قسم کی کمزوریوں سے کہیں بلند تھے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ اگر کسی عقیدت مند نے روبرو آپ کی قرینیت کرنا چاہی تو آپ نے اظہارِ خشکی فرمایا۔ وہ بے ذیل واقعہ بھی کچھ تیار ہے۔

مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں آمدورفت رکھنے والے حضرات اس فائز القفل اور مضبوط انکواس شخص سے واقف نہ ہوں گے جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ دارِ علم و دارالعلوم دیوبند کا سند یافتہ ہے۔ مگر کسی حادثہ غم میں غم و عقل کھد چکا ہے۔ اس واقعہ کا رخ دیوبند نے ایک مرتبہ نہایت بھول پھاراد محبت میں حضرت سے پوچھا۔ بنوری صاحب ا میں نے سنا ہے کہ آپ بہت بڑے عالم ہیں اس مقام پر اگر کوئی شہرت کا متلاشی اور عزت کا خواہاں ہوتا اس تصدق ہی سے اس کا جامِ دل مسرت سے لبریز ہو جاتا کہ اصحابِ علم تو کجا، محتاجین تک میرے ہم اور مقام سے واقف ہیں، لیکن کسبِ نفسی اور فردوسی کے پیکر نے ڈانٹ کر پوچھا "تجھے کس بے وقوف نے بتایا ہے

میں عالم ہوں؟"

جواب کو ایک دفعہ پھر پڑیے اور خود کیجیے کہ یہ دل کے کن جذبات کا ترجمان اور کون سے احساسات کا زبان ہے، کیا یہ صرف ظاہری رواداری ہے یا

دل کی کسی مقدس احساس کا منظر! اور کیا ہمارے آج کے معاشرے میں اس کی کوئی نظیر دکھائی دیتی ہے؟

بہر حال مجنوں نے کمالِ فرزانگی سے بصورتِ سوال جواب دیا۔ تو کیا مفتی شفیق صاحب بیروت ہیں حضرت کے پاس ایک خوش گوار اور ہم کے سوا کوئی جواب نہ تھا۔

گزشتہ سال کے آخر کا واقعہ ہے کچھ حضرات نے بعد از عصر اپنا ایک کیم مسجد کے عقب میں حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ تاکہ حضرت شرعی فیصلہ صادر فرمائیں۔ حضرت والا نے ایک طالب علم کے ذریعہ مدرسہ کے ایک کارکن کو بلایا جب وہ حاضر ہوئے تو آپ نے سائلین سے پوری سنجیدگی کے ساتھ فرمایا کہ یہ مجھ سے بڑے عالم ہیں فقہ میں ان کا پایہ بلند اور معلومات وسیع ہیں۔ ان کے ساتھ جا کر بیانات دیں اور فیصلہ صادر کریں، مدرسہ کا وہ کارکن شرم کے مارے پسینہ پسینہ ہو رہا تھا اور اپنی جہالت کا اقرار بھی کدیا تھا۔ مگر حضرت نے اپنی بات پر اصرار فرماتے ہوئے کچھ مشورے دیکر نصحت کر دیا۔ (از مولانا محمد امین صاحب) مدرسہ کے تعلیم مسائل پر جب بھی اجلاس ہوتا تو تقریباً ہر اعلا کس میں حضرت والا فرماتے ہیں، اب بخاری پڑھنا چاہئے کہ اہل نہیں رہا، بڑے اساتذہ میں سے بعض حضرات کو مخاطب کر کے فرماتے کہ اب آپ ہی پڑھنا چاہئے۔

• باوجود علم و عمل، زہد و تقویٰ، فہم و عقل اور عزت و شہرت کے میدان میں وحید و فرید ہونے کے مدرسہ میں جب بھی کسی بزرگ کا درود ہوتا تو حضرت اقدس کی حالت دیدنی ہوتی تھی، گویا غزب و انکساری، وضع واری اور خاطر دل کی زندہ تصویر تھی۔ مدرسہ کے اکثر اساتذہ حضرت کے تلامذہ

رہتے ہیں بلکہ تلامذہ کے بھی تلامذہ، مگر مجالِ حق کی کوئی استناد حضرت کی ذاتِ خدمت کے لیے بڑے بلکہ عام طلباء تک کو جتنا اٹھانے کی اجازت نہ دیتے تھے، بسا اوقات دیکھا کہ خود ہی اٹھانے کے لیے جا رہے ہیں۔

• ایک مرتبہ ہمارا سہ ماہی امتحان ہو رہا تھا حوزہ حب معمول کو معائنہ کے لیے تشریف لائے تشریف لے جانے لگے تو اساتذہ مکرم مفتی شاہد صاحب نے جوتا اتارنا چاہا، لیکن حضرت جوتا پہنے ہی اٹھ چکے تھے، مفتی شاہد صاحب نے ہمارا گزارش کیا کہ مجھے دیدیں اور ساتھ ساتھ جوتا واپس لینے کی کوشش بھی کی جس تک گونہ کچھنے کی صورت پیدا ہو گئی۔ حضرت نے دوسرے اساتذہ کی طرف منکسلتہ ہونے دیکھ کر فرمایا:

"دیکھئے! یہ میرا جوتا نصب کرنا چاہتا ہے۔"

ایک مرتبہ برادرِ محکم جناب محمد رفیع عثمانی مدظلہم مہتمم دارالعلوم کو اچھی ڈھاکہ میں حضرت والا صاحب کے ساتھ تھے، مولانا بھی تشریف فرماتے۔ مولانا نے بھائی صاحب سے فرمایا کہ چلو تمہیں چالاکام کی سیر کراؤں۔ چنانچہ حضرت والا صاحب سے اجازت لے کر مولانا اور بھائی صاحب ڈھاکہ سے چالاکام روانہ ہو گئے۔ ریل میں جب تک تھی اور ایک ہی آدمی کے بیٹھنے کی گنجائش تھی۔ مولانا نے بھائی صاحب کو بیٹھنے کا حکم دیا، لیکن بھائی صاحب نہ مانیں تو انہیں زبردستی لٹا دیا اور خود انہی ٹیگنوں کو اس طرح نوز سے پکڑ کر ان کے پاؤں کی طرف لیٹ گئے کہ وہ اٹھ نہ سکیں۔ اپنے ایک شاگرد کے ساتھ یہ معاملہ وہی شخص کر سکتا ہے جسے اللہ نے حقیقت کو واضح کے مقام بلند سے سرفراز کیا ہو۔ (ابلاغ شمارہ ملاحظہ فرمائی، نقی عثمانی)

خوف

کوئٹہ کے سفر میں اعترق مولانا کے ہمراہ تھا۔ یہاں مولانا کو کل چوبیس گنڈھ ٹھہرنا تھا جس میں ۳۴ ملبوں سے خطاب کرنا تھا، ایک پریس کانفرنس تھی، گورنر بلوچستان سے ملاقات تھی اور شام کے بعد جامع مسجد میں عظیم الشان مجلس عام تھا۔ سارا دن مولانا مرحوم کو ایک لمبی آرام نہ مل سکا اور رات کو جب ہم جلسہ سے

فارغ ہوئے تو ۱۲ بج چکے تھے۔ قرین نکلے۔ یہ
نہ سال ہو رہا تھا، مولانا یقیناً مجھ سے زیادہ تھکے ہوئے
ہو گئے۔ میں نے بارگاہِ کوشش کی تھی کہ مولانا کبھی جہانِ خدمت
لاہور دیں، لیکن وہ ہمیشہ سختی سے انکار فرما دیتے
تھے۔ اس رات اصرار کرنے کے لیے ملتجیا نہ انداز میں
مولانا سے پاؤں دبلنے کی اجازت چاہی کہ مولانا کو
رحم آگیا اور انہوں نے اجازت دے دی، لیکن یہ محض
میری خاطر داری تھی، چنانچہ ہر تھوڑی دیر بعد وہ کچھ جاگیں
وہ کہ پاؤں سیٹھے کی کوشش کرتے۔ بالآخر جب میں
محسوس کیا کہ ان کو پاؤں دبلانے کی راحت سے
زیادہ طبیعت پر بار ہو رہا ہے تو میں نے چھوڑ دیا۔
اس کے بعد میں سو گیا۔ رات کے آخری حصہ میں آنکھ
کھلی تو دیکھا کہ مولانا کی چار پائی خالی ہے اور وہ قریب
بچھے ہوئے ایک مصلے پر سوجھ میں پڑے ہوئے
سکیاں لے رہے ہیں۔ اللہ اکبر! ایسے سفر، اتنی
ٹکان اور اتنی مصروفیات میں بھی ان کا نالہ نہیں جاری
تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے ایک تو ندامت ہوئی کہ مولانا اپنے
ضعف و عیال اور سفر کے باوجود سباز ہیں اور ہم
صحبت و فزعری کے باوجود محو خواب اور دوسری طرف
یہ امین بھی ہوا کہ جس تحریک کے قاید کار شہرے
ہنگامہ دار و گیر میں بھی اپنے رب کے ساتھ اتنا محکم
ہو وہ انشاء اللہ ناکام نہ ہوگی۔

در و منہ دل تڑپتی روح

حضرت مرحوم کے ہم پیالہ و ہم نشین و
ہم جلس، ہم جوی و ہم دم، ہم سن و ہم نفس مولانا
لطف اللہ صاحب مدظلہ نے بتایا :
مولانا نے جس وقت کہراچہ میں مدرسہ قائم کرنے کا
ارادہ فرمایا تو یہاں کے ایک پرنسپل محمد نے مولانا سے
درخواست کی کہ آپ ہمارے یہاں آجائیں۔ مدرسہ
کے لیے زمین اور سامان تعمیر کا میں انتظام کروں گا۔
مولانا اس کی چکنی چڑی باتوں میں آگئے۔ پنچم نے
اس کے محلہ میں جا کر ایک دیرانہ اور غیر آباد زمین
پر خیمے گاڑ دیئے اور تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع
کر دیا۔ یہیں ایک ایسا مکان سکونت کے لیے دیا
گیا جس پر زمین کی قیمت تھی کبھی کبھار اگر بارش
ہو جاتی تو ہماری کتہ میں بھیگ جاتیں، مگر خراب
ہو جاتے، مکان پانی سے بھر جاتا اور رات گزارنا

مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا۔ ہم درخت کی چھاؤں تلے
بیٹھ کر پڑھاتے تھے۔ وہاں بھی بیٹھنا معیبت و کلفت
سے خالی نہ تھا، کیونکہ پھیل ہوئی ٹھیلوں سے اس
قدر کھڑکے گرتے تھے کہ ہم ایک ایک تھکے سے
کتاب کو تھامتے اور دوسرے ہاتھ سے کھڑکوں
کو کتے سے بچاتے۔
طلباء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لوگ پرگنہ لاکر رہتے تھے۔
خورد و نوش کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہ تھا۔ روز جو کچھ
آجاتا تھا صبر و شکر کے ساتھ کھا لیا جاتا تھا اور کل
کے لیے اللہ تعالیٰ کے کسے انعام اور حلال نظر دیتی تھی
غرض یہ کہ انتہائی تنگ دستی اور کس پیرسی کا دور تھا
جس میں دشمنی کے پیمانے پر نہ ہو کر چھپک پڑتے
ہیں اور بڑے بڑے لوگ ڈنگا ہوتے ہیں۔ بد قسمتی
سے ایک دن پیر صاحب "بیچ اپنے مریدوں کے
تشریف لائے پیر صاحب کی آمد کیا تھی ایک
بلانے ناگہانی تھی جس نے طلباء کو فاقہ کشی پر مجبور کر دیا
موصوف "ما حضرت جبریل کو گئے۔ انہوں نے اپنی نار
مشکم تو بھالی، لیکن انہیں ان تھی دست مسافروں
کا کوئی خیال نہ آیا جن کے خانہ غربت کی دولت یہی
"ما حضرت جبریل ہی تھا۔ طلباء خالی شکم تھے اور کمانے
کا کوئی سامان نہ تھا، تلاشِ شیان حق و معرفت کی
فاقہ مستی نے حضرت کے حواس دل کو تڑپانے
رکھ دیا۔ وہ بے چین ہو کر شہر روانہ ہو گئے۔ وہاں سے
چاول، شکر اور کھانے پینے کا دوسرا سامان خریدا
اس وقت کی تنگ دستی اس "فضول خرچی" کی
کی اجازت دیدی تھی کہ اس سامان خورد و نوش
کو دیگن پہ ڈال کر مدرسہ پہنچا دیا جائے اور بس
میں مشکل یہ تھی کہ مدرسہ بس اس لیے بہت دور
تھا، لیکن حضرت کے دردِ دل، غم و اندوہ اور جذبہ خیر
سنے اس مشکل کو آسان بنادیا، سیدنا المرحوم
اس تمام سامان کو پیٹھ پر لاد کر پلٹتے کانپتے مدرسہ
پہنچ گئے۔ طلباء اپنے بڑے المثال استاد کے
بلے نظیر انفاق پر متحیر رہ گئے اور ان کے دلوں میں
اپنے شیخ کی محبت کا چشمہ پہلے سے زیادہ روانی
کے ساتھ بہنے لگا اور ان کی نظر جنمیل کے سامنے
تدریجاً گم گشتہ کا وہ دور زریں گھوم گیا جب جبہ و
دستار کی زیب و زینت اور علم و فن کا کمال اہل
علم کے لیے خدمتِ خلق سے رکاوٹ نہ بنتا تھا
ج کا زمانہ قریب آ رہا تھا۔ خدایا ان اسلام

دامن دل میں گلہائے عقیدت و محبت سجائے
ہوئے مدینہ رواں دواں تھے۔ ہمارے حضرت
بھی دلوں میں ایک تڑپ لیے جج کے لیے روانہ
ہوئے وہ تڑپ یہی تھی کہ ایسا مدرسہ قائم ہو جائے
جہاں خدا کے دین کا علم صرف خدا کی رضا کے لیے
حاصل کیا جائے اور جہاں ایسے افراد تیار کیے جائیں
جو علم دین کو دنیاوی لٹرائز اور منافع کے حصول کے
لیے استعمال نہ کریں جن کی شکل و شبہات اور
سیرت و کردار اسلامی تعلیمات کا آئینہ دار ہوتا کہ
فضائلِ اخلاق کے ایسے پیکر مجسم سامنے آجائیں جو
خود بہ تن آئینہ عمل ہوں جن کی حرکت و سکونت گفتار
و رفتار سے اہل دنیا دین کی سیدھی راہ معلوم کر لیں
جن کے دامنِ شہرت و عزت، ہم و زار اور عیش و
راحت کی خاک ہو کر سب سے پاک ہوں اور ان کے
دل میں اسلام کی سچی تڑپ اور دین کا حقیقی درد
ہو۔

اسی تڑپ کو حضرت نے بسورت و ص
خدا کے پاک گھریں خدا کے مصلحت پیش کیا اور
روندگی جالیوں اور بیت اللہ کے پردوں کو تمام کر
مالکِ حقیقی کے حضور اپنے من کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ
نے دعا کو ثمرت قبولیت بخشا اور حضرت کے اپنے
قول کے مطابق : "حجاز اقدس میں ہی مدرسہ
کے موجودہ محل وقوع کے متعلق کچھ اشارات ہوئے
اور ساتھ ہی یہ بشارت بھی سنائی گئی کہ :

"یا قون من کل فنج حقیق"
عجب اتفاق دیکھ کر مذکورہ بالا مدرسہ کے
طلباء حضرت کے حجاز مقدس تشریف لے جانے
کے بعد حیدر کے روز شہر آئے اور مولانا لطف اللہ
صاحب کی محبت میں حضرت عثمانی کے مزار پر فاتحہ
کے لیے حاضر ہوئے اور قہر کی غماز نیوٹاؤن مسجد میں
ادا کی، مسجد کی وسعت و فراخی اور محل وقوع کی
موزونیت کو دیکھتے ہوئے ان بے گھر مسافروں نے
غماز کے بعد خدا کے حضور دعا کی کہ اے مالک الملک!
ہمارا کس پیرسی پر رحم فرما اور مسجد بنائیں ہمیں جاتے
سکونت عطا فرماتا کہ ہم ترے دین کا علم امینان
اور دلچسپی سے حاصل کر سکیں۔ دین کے ان بچے
تلاشِ شیان کی حالت سے اللہ تعالیٰ کو رحم آگیا
اور حضرت بھی جج سے فارغ ہو کر پاکستان پہنچ
گئے۔ مسجد نیوٹاؤن کے مرکزہ لوگوں سے بات

ہوتی اور انہوں نے یہاں مدرسہ قائم کرنے کی بخوشی اجازت دے دی، لیکن ابتدائے یہاں بھی انہی مصائب کا سامنا کرنا پڑا جن کے حضرت عادی ہو چکے تھے۔

مولانا لطف اللہ صاحب نے بتایا کہ یہاں صرف ایک مکان تھا جس پر ٹیٹن کی چھت تھی اس میں ہم نے کتب اور دوسرا سامان رکھا تھا۔ غسل اور تھنڈے حاجت کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔ رات یہاں کے ایک حاجی محمد یعقوب صاحب کے مکان پر گزارتے تھے۔

درویش کی بے نیازی

مصائب افزہ تنگ دستی کے اس دور میں ایک ایسے صاحب نے حضرت کو پچاس ہزار روپے کی پیشکش کی کہ یہ روپیہ میں بنک میں جمع کر دیتا ہوں اس میں سے ہر ماہ آپ دو صد روپے کو (دو سو روپے) مدرس مولانا عبدالرحمن صاحب کیمبل پوری تھے تنخواہ ملتی رہے گی۔ لیکن حضرت نے یہ کہہ کر ان کی درخواست قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ ہم پیشگی تنخواہ کا انتظام کرنا پسند کرتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ پر توکل کمزور پڑ جاتا ہے۔ ہاں ہم کام شروع کر رہے ہیں اگر آپ بھی اس میں حصہ لینا چاہیں تو بے شک لیں۔

جب اہل عزم ڈمگا گئے۔

مولانا لطف اللہ صاحب نے بتایا: ”میں حضرت کے ساتھ ندیس و تعلیم میں مشغول تھا۔ مدرسہ کی مالی حالت نہ گفتہ بہ تھی۔ اسی آٹن میں میرے ذاتی پیسے بالکل ختم ہو گئے۔ مدرسہ کا فرائض پہلے ہی سے خالی تھا۔ اس لیے میں نے منوری صاحب سے عرض کی کہ گاؤں میں فصل پک گئی ہے، لہذا میں جاتا ہوں۔ حضرت میرے جانے کی اصل وجہ سمجھ گئے اور فرمانے لگے کہ آپ نہ جائیں کیوں کہ مجھے خواب آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آٹھ پیسے بھیجیں گے۔ میں نے حضرت کے جواب میں ازار و مذاق کہا کہ: ”ہاں جی کو چھپڑوں کے خواب“

اس بات کو تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک شخص چار سو روپے لے کر حاضر خدمت ہوا ہجرت لے مذاق کا بدلہ چکانے ہوئے کہا:

لیجئے جناب چھپڑے آگئے اور پھر ان میں سے دو سو روپے مجھے عنایت فرمائے۔

حیرت ہوتی ہے کہ وہ عسرت و افلاس جس کے سامنے بڑے بڑے اصحاب عزم و ہمت دار بیٹھے حضرت کے پاس استقلال میں جنبش پیدا نہ کر سکا۔ اور مصائب اور مایوسیوں کا وہ بدشکل دیو جس نے نامور سپہ سالاروں کو کچھا ڈرایا ہمارے حضرت کے مقابلے میں شکست کھا گیا۔ اس لیے کہ ہر صیت آپ کے سامنے ایک نئی راہ کھول دیتی تھی اور تکلیف آپ کو عشق و محبت کے کسی نئے انداز سے آگاہ کر دیتی تھی اور اسی تکلیف اور حوادث ہی میں آپ کو ایک گونہ لذت محسوس ہوتی تھی۔ !!

بے مثال ذکاوت

مولانا محمد امین صاحب نے بتایا کہ ایک دن کسی نامعلوم شخص نے فون پر پوچھا کہ ”بل کھئی“ کا کیا معنی ہے؟ میں نے بہت سوچا لیکن کچھ سمجھ نہ آیا میں نے سائل کو تھوڑی دیر انتظار کے لیے کہہ کر اور ریسپورڈ رکھ کر دارالافتاء پہنچی۔ وہاں کافی سائنڈ تشریف فرما تھے، میں نے مدعا عرض کیا، لیکن کوئی بھی اس غیر معروف لفظ کا معنی نہ بتا سکا۔ وہاں سے واپس ہوا، راستے میں ایک بڑے استاد ملے، لیکن وہ بھی کچھ بتانے سے قاصر رہے جلدی جلدی کتب خانہ پہنچی، لغت کی کتابوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا، لیکن یہ لفظ کہیں نظر نہ آیا۔ مایوس ہو کر میں نے سائل مذکور کو جواب دیا کہ یہ لفظ نہ تو لغت کا کسی کتاب میں نظر آیا ہے اور نہ ہی کسی استاد کو اس کا معلوم ہے۔ آپ تھوڑی دیر انتظار کریں ہمارے حضرت تشریف لائیں گے ان ہی سے پوچھ کر کچھ بتا سکوں گا۔ میری اس وضاحت کے جواب میں سائل نے بتایا کہ میں بھی لغت کی تہذیب کتب کے ورق گردانی کر چکا ہوں لیکن کچھ پتے نہیں پڑا۔ بہر کیف ”بیکہ حضرت“ تشریف لائے میں نے آپ کی آمد کے ساتھ ہی ”بل کھئی“ کا معنی دریافت کیا حضرت نے فوراً جواب دیا: ”بل کھئی“، اصل میں بلا کیفیت تھا اور چونکہ اہل سنت کا مذہب ہے

کہ ذات باری تعالیٰ کسی ہمت سے منزہ اور بلا کیفیت ہے۔ اس لیے معتزلہ نے اسے بگاڑ کر بل کھئی بنایا ہے۔

اور ساتھ ہی فی البدیہ تفسیر کشاف کے خطبے کا وہ حصہ پڑھ دیا جہاں علامہ زمخشری نے لفظ بل کھئی ذکر کیا ہے۔ !

حضرت کی ذکاوت، ذہانت اور قوت حافظہ کا یہ صرف ایک ہی واقعہ نہیں بلکہ طلب و جستجو سے ایسے اُن گنت واقعات مل سکتے ہیں جنہیں سن کر عقل دنگ رہ جاتی ہے، پیچیدہ راقم کے خیال میں غلوں کے بعد ذکاوت و ذہانت حضرت کا ایک ایسا صفت ہے جو انہیں بہت بول سے ممتاز کرتا ہے۔

ہماری ڈکشنری

مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے اساتذہ کو جاننے پہنچنے والے حضرات مولانا محمد ادریس صاحب کی تجربہ عملی ذکاوت و ذہانت اور بالخصوص ان کے ادبی ذوق کا فحاش و نزاکت سے ناواقف نہیں۔ انہی کا واقعہ ہے ایک مرتبہ انہوں نے حضرت مرحوم سے ادب کی مکہ مدی کتاب کے ایک عربی لفظ کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت نے جواباً کہا: ”آپ تو خود ہی ادیب ہیں مجھے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟“

مولانا ادریس نے جواب میں ایسی بات کی جو یقیناً وہ کچھ ہی کر سکتے تھے اور جس کی صداقت پر ہر وہ شخص یقین کرے گا جسے حضرت مرحوم کی وسعت، علمی، فرائضی ذہن، کتابی ذوق اور بلندی سے کچھ بھی واقفیت ہے۔ احوال مولانا

آپ تو ہمارے ڈکشنری ہیں
حق کوئی دے بالی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:
افضل الجہاد کلہما حق
عند سلطان جائز
حدیث مذکور اور اس میں دوسری احادیث پر غور کرتے ہوئے ہمیں تاریخ اسلامی کے وہ نامور

پیوت یاد آگاتے ہیں جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کی عملی تصویر پیش کرنا اور دینی دنیا تک اپنے ہم روش کر گئے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ثانی، ابن تیمیہ، حضرت شیخ الاسلام حضرت مدنی اسی طریق تاریخ کے چند میر ہیں، لیکن تاریخ حق و صداقت اس وقت تک نامکمل رہے گی جب تک اس میں ایک اور نام نہ درج نہ کر دیا جائے کہ وہ نام ہے اس عظیم مجاہد کا جسے سید محمد نوید نے ہندی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

۱۹۶۸ء میں جب ادارہ تحقیقات اسلامی کی طرف سے ایک بین الاقوامی اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی جس کا اہتمام ادارہ تحقیقات کے سابق ڈائریکٹر ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب نے کیا تھا تو اس کے پہلے ہی اجلاس میں ایک مقرر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولیات کو خطا انداز میں پیش کر کے مجتہدین کے آزاد اجتماع کے لیے گنجائش پیدا کرنی چاہی اور اس کے لیے انداز میں الپ اختیار کیا کہ جیسے قوت اجتماع میں حضرت عمرؓ کے ہمارے درمیان کوئی خاص فرق نہیں اس محفل میں عالم اسلام کے معروف اہل حبشیہ علامہ موجود تھے، لیکن اس موقع پر اس بحرے جمع میں جن صاحب کی آواز سب سے پہلے گونجی وہ حضرت مولانا بنوری تھے، انہوں نے مقرر کی تقریر کے دوران ہی صدر محفل مفتی اعظم فلسطین مرحوم سے خطاب کے فرمایا :

سید الرئيس ! ارجوكم ان تلجموا هذه الخطيبه ارجوكم ان تلجموه ماذا يقول

جناب صدر! ان مقرر صاحب کو لکھ دیجیے، براہ کرم ان کو لکھ دیجیے یہ کیا کہہ رہے ہیں؟

ان کے یہ بیانیہ الفاظ آج بھی کانوں میں گونج رہے ہیں۔ (البلاغ مولانا محمد تقی عثمانی)

عالم اسلام کے عظیم قائد اور سر زمین مصر کے بڑے صدائے نبوت جمال عبدالنصر مرحوم نے ایک موقع پر جب علامہ دمشقی سے ان کے ساتھ گروپ فوٹو لے کر کے لیے کہا تو غالباً حضرت الشیخ واحد شخص تھے جنہوں

نے ناصر مرحوم کی خواہش پوری نہ کی اور ناصر کے قریب جا کر اس کے ہاتھ کا اپنے ہاتھ میں لے کر پرورد افلاک میں یہ وصیت کی :

”حق تعالیٰ نے آپ کو ایک قوی اور جی دل سے فوازا ہے اس سے آپ اپنی زندگی میں اسلام کی خدمت کر لیں۔“

(از مولانا محمد امین صاحب) علامہ طنطاوی مرحوم سے حضرت مولانا بنوریؒ کا تعارف ہوا تو انہوں نے مولانا سے پوچھا کہ آپ نے میری تعمیر کا مطالعہ کیا ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ ہاں! اتنا مطالعہ کیا ہے کہ اس کی بنیاد پر کتاب کے بارے میں رائے قائم کر سکتا ہوں۔

علامہ طنطاوی نے رائے پوچھی تو مولانا نے فرمایا : وہ آپ کی کتاب اس لحاظ سے تو علامہ کے لیے احسان عظیم ہے کہ اس میں سائنس کی بے شمار معلومات عربی زبان میں جمع ہو گئی ہیں۔ سائنس کی کتاب میں چونکہ انگریزی زبان میں ہوتی ہیں اس لیے عموماً علامہ دین الہ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ آپ کی کتاب علامہ دین کے لیے سائنسی معلومات حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، لیکن جہاں تک

تفسیر قرآن کا تعلق ہے اس سلسلے میں آپ کے طرز فکر سے کچھ اختلافات ہیں آپ کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ عہد حاضر کے سائنس دانوں کے نظریات کو کسی نہ کسی طرح قرآن کریم سے ثابت کر دیا جائے اور اس فرض کے لیے آپ بہا اوقات تفسیر کے مسلم اصولوں کی خلاف ورزی سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ حالانکہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ سائنس کے نظریات کئی دن بستے رہتے ہیں، آج آپ جس نظریے کو قرآن سے ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ کتنا سہل ہے کہ وہ خود سائنس دانوں کے نزدیک غلط ثابت ہو جائے، کیا اس صورت میں آپ کی تفسیر ٹھنسنے والا شخص یہ نہ سمجھ بیٹھے گا کہ قرآن کریم کی بات (معاذ اللہ) غلط ہو گئی !

مولانا نے یہ بات ایسے نثر اور دشمنین انداز میں بیان فرمائی کہ علامہ طنطاوی مرحوم بہت متاثر ہوئے اور فرمایا :
ادھا الشیخ! الست عالماً ہندو یاو انما انت ملک انزل اللہ من السماء لا صلاحي

مَدْرَسَةُ عَرَبِيَّةِ خَيْرِ الْعُلُومِ مَتَا زَا بَاد، مِلْطَان



۲۷-۲۸ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ بمطابق ۴-۷ اپریل ۱۹۷۸ء
مقررین

حضرت مولانا عبدالمجید شکور دین پوری مولانا سید ابراہیم اشرفی قاری فدا الحق ایڈووکیٹ
مولانا محمد لقمان علی پوری مولانا عبدالحمد ندیم مولانا محمد حسین حیدری
قاری محمد صیف عثمانی مولانا علامہ مصطفیٰ رحمانی

(مولانا) محمد اسحق، خطیب جامع مسجد الحنفیہ

مہتمم مدرسہ خیر العلوم، مٹان آباد، مٹان

مولانا آپ کی ہندوستانی عالم نہیں بلکہ آپ کی ہندوستانی شہریت ہے اور ہندوستانی شہریت کا حق ہے کہ آپ کی تائید کرے

شاہ پور حاکم کے قریب توڑنے کا واقعہ اور مالہ میں ہنگامہ پیراپٹی نے کیا تھا میر محمد شاہ مرٹی

اتحاد کی بکیت ہی اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو ایک آمر سے تاجدار لائی مولانا غلام قادر پنہوار

شکار پور جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے امیر مولانا میر محمد شاہ صاحب امرولی اور ناظم مولانا غلام قادر پنہوار ۲۶ فروری کو ضلع جیکب آباد کے دورہ پر روانہ ہوئے۔ پچھلے مرحلہ پر وہ خانپور شریف سے گئے جہاں کارکنوں کی طرف سے دیئے گئے استقبال میں خطاب کیا۔ استقبال پر وزیر صدارت مولانا عبدالحمید صاحب منعقد ہوا استقبال سے خطاب کرتے ہوئے کلمت امرولی نے فرمایا کہ دھوکے دہی محوڑے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مغرب نظام شریعت اس ملک میں نافذ ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ پی پی والوں کا روسیہا ہو چکا ہے۔ اب وہ منہا دکرے پر اتر آئے ہیں ریشہ پر چاکر کے قریب بڑھوڑنے کا واقعہ ہالہ میں ہنگامہ اور شاہ پور پیراپٹی کو دار بھی ہے۔ انہوں نے صوبائی جمعیت کی سخت ذمت کی اور کارکنوں کو زیادہ سے زیادہ جماعتی کام کرنے کی تلقین کی۔ اس کے بعد مولانا غلام قادر پنہوار نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے کہ گذشتہ تحریک میں اخلاص کی وجہ سے ہی ہم نے ایک آمر سے تاجدار حاصل کی۔ انہوں نے کہا کہ اتحاد کی سخت ضرورت ہے اگر ہم آپس میں رشتے رہیں گے تو ہمارے ملک کا جو خطہ میں پڑ جائے گا۔ ہم نظام شریعت کے سوا کچھ نہیں چاہتے اس کے بعد چند قراردادیں منظور ہوئیں۔

۱۔ چوری کی واردات میں احاذ افسران کی لاپرواہی گرانی (خصوصاً گندم کے ترغ میں احاذ) پر اور بجلی کی آنکھ چوٹی اور شہر کی صفائی کے ناقص انتظام پر افسار افسوس کیا گیا۔

۲۔ خانپور میں انٹر سائنس کالج قائم کرنے کا مطالبہ

کیا گیا۔

اس کے بعد دونوں رہنما مولانا عبدالسمیع کے ہمراہ خوش پور تشریف لے گئے۔ وہاں بھی رہنماؤں کے اعزاز میں ایک استقبال پر تیب دیا گیا تھا۔ صدارت حضرت امرولی نے کی۔ اس کے بعد رہنماؤں کو سپاسنامہ مولانا عبدالسمیع صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد چند قراردادیں منظور ہوئیں۔

۱۔ تنگوانی سے خوش پور راستہ نہیں ہے۔ نالیوں کا ناقص انتظام ہے۔ میوں کے کرایہ میں ناجائز طریقہ سے اضافہ کیا جاتا ہے۔

۲۔ بد امنی زیادہ ہو گئی ہے۔ ہنگامہ زیادہ ہے۔ عبوری حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ان شکایات پر خصوصی توجہ دیکھا جائے۔

۳۔ سندھ انجیر میں کشمکشوں تک چلائی جائے۔

اس کے بعد گندہ کوٹ روانہ ہوئے وہاں بھی جمعیت کے کارکنوں نے بھائی تقداد میں جمعیت کے کارکنوں کا استقبال کیا۔ ایک استقبال پر تیب دیا گیا تھا جس کی صدارت جمعیت علماء اسلام گندہ کوٹ کے امیر مولانا محمد الدین صاحب نے کی۔ سپاسنامہ الحاج علی نواز صاحب نے پیش کیا۔ خوش پور اور گندہ کوٹ میں استقبال پر خطاب کرتے ہوئے مولانا غلام قادر صوبائی ناظم نے کہا کہ اتحاد ضروری ہے۔ آپ اپنے قلب کو ہر وقت صاف رکھیں اور اخلاص سے جدوجہد کرتے رہیں۔ جمعیت علماء اسلام قومی اتحاد میں ایک مضبوط ذریعہ رکھتی ہے۔ جمعیت ہر دور میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر لڑتی رہی ہے۔ بد امنی کا واحد علاج اسلامی نظام ہے جو جمعیت کی منزل ہے۔ صوبائی امیر حضرت امرولی نے فرمایا کہ

قومی اتحاد دربر مقدار اگر انشاء اللہ تعالیٰ عوام کے تمام مسائل حل کر دے گی اور بنجر زمینیں عوام کو بغیر معاوضہ کے دی جائیں گی۔ پی۔ این۔ اے ملک کے لئے ضروری ہے قومی اتحاد باغ کی مثال ہے اور جمعیت علماء اسلام اس میں ایک اہم درخت کی مثال ہے۔ انہوں نے جمعیت علماء اسلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے ساتھ تعاون کرو۔ یہ آپ کے شاہ ناز ہیں۔ آپ قوت پیدا کریں۔ دوسرے نے افراد پیدا کریں پس میں نیا د آخرت کی کایا بنی ہے۔ اس دورہ میں دونوں رہنماؤں کے علاوہ مولانا محمد الدین امیر جمعیت گندہ کوٹ سالار ضلعی مولوی عبدالسمیع صاحب الحاج علی نواز خاں کھوسو اور الحاج رشید احمد صاحب شریک تھے۔ ناظم جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ

اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔

نور الحق قسری

جہلم : جمعیت علماء اسلام ضلع جہلم کے صوبہ سنجہ کے راجھا قادری ذوالحق ایڈووکیٹ ناظم قومی صوبہ سنجہ مولانا احمد سعید لعلی قومی اور جانا نواز مرزا صاحب پروگرام کے مطابق جہلم تشریف لائے۔ دوپہر بارانی ہوئی جہلم سے خطاب کیا۔ انہوں نے ملک میں نظام شریعت کے مکمل اور عادلانہ نظام کے نفاذ تک اپنی جدوجہد کو جاری رکھنے کے عزم کا اعلاہ کرتے ہوئے جمعیت اور قومی اتحاد کے کارکنوں سے اپیل کی کہ وہ قریہ قریہ جہلم سے پھیل کر لوگوں کو اسلامی نظام کی برکات و فوٹائل اور عزت و اہمیت سے روشناس کرائیں۔ اس استقبال پر مولانا

علی محمد صاحب زحمیدی اور جمعیت علماء اسلام ضلع جہلم کے نائب امیر اور صدر استقبالیہ نے بھی خطاب کیا جب کہ خطبہ استقبالیہ چرہدہی فضل الہی صاحب تاجپوری صدر قومی اتحاد ضلع جہلم نے پیش کیا اور شیخ سیکری کے فرزند حافظ محمد اکرم زابہ نے سرانجام دیے۔ قراردادیں مدرسہ شانیہ تعلیم الاسلام جگہ ضلع جہلم کے بہتم مولانا مفتی شذیہ ارشد نے پیش کیں جن میں ۱۳۹۸ھ موافق ۱۹۷۷ء کو نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سالِ شانہ اور شراب کی دکانیں بھی فی الفور بند کرنے، فتنہ راجوں کی وارداتوں کی نوٹروں کو تمام، جہلم کوئی انور سنی نہیں دیئے، آماجہنی کی قلت اور گرائی کے ختم کرنے، گناہوں کو آزاد و کشمیر ملانے کے لئے پل کی تعمیر، کالونی مل سکیم کو ٹائیڈاؤ کی زرمی زمین سے ختم کر کے راضیاں بالا یا پر سیمان خاوس کی زمین میں قائم کی جائے۔ جگر اور علاقے جگر کوئی نوٹو بجلی تیار کرنے، اسپتال تاجکر مرگ کی تعمیر آڑہ کشاں کی کو مرمت کرنے اور اس روڈ پر جٹی ایس کی کم از کم دو بسین تسلسل سے چلائے، جہلم شہر میں صفائی کا نظام اور جادہ کے قریب نیکٹری ایریا میں گندے پانی کے قوری نکاس اور دیہاتوں کو شہریوں کے برابر قوری خد پر آسان اور چینی میا کرنے اور تھیل پنڈ واد خان کو آفت زدہ علاقہ قرار دے کر آسٹرا اور چینی میا کرنے اور قومی منجہم کے دوروں پر بحری حکومت کے سیاسی عزائم کے تحت قائم کئے گئے سفارتات نوٹم کرنے اوصاف کوئی انور رد کرنے کا ملکہ کیا گی۔ استقبالیہ پانچ بجے ختم ہوا۔ اختتام پر جمعیت علماء اسلام ضلع جہلم کے نائب امیر مولانا محمد اکرم صاحب کو تحریک دلاؤں نے ملک کی سلامتی و یکجہتی، ایک میں سب کے لئے فادہ نظام کے نفاذ اور جمعیت کی ترقی کی دعا فرمائی۔

جمعیت علماء اسلام ضلع جہلم نے استقبالیہ میں شریک سیکڑی جمعہ اور قومی اتحاد کے کارکنوں کے اعزاز میں ایک پرنٹنگ دھو کا انتظام کیا تھا۔ اس سے فارغ ہو کر ضلع جہلم کے سیاسی کارکن اپنے اپنے ملازمتوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور جمعیت علماء اسلام ضلع جہلم نے دینہ کالا گوجران جہلم اور جگر چوہا سیرۃ کافرض دیکھتے محبت موافق رہا تھا جس میں سے صرف دو علماء کے پینے پر مبن وقت پر ملز کی کرنا پڑی اور رات کو صرف دینہ کے پروگرام کو نبھانے کے لئے رہا اور کالان جمعیت دینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

میانی ضلع سرگودھا

گزشتہ دنوں جمعیت علماء اسلام میانی کے کارکنوں کا اجتماع زیر صدارت قاضی ضیاء اللہ میا قاضی امیر جمعیت علماء اسلام میانی ضلع سرگودھا منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک سے آغاز کیا گیا۔ امیر جمعیت قاضی میا نے حالات حاضرہ پر روشنی ڈالی اور کارکنوں پر زور دیا کہ قریہ قریہ پھیل کر عوام تک جمعیت کا پیغام پہنچائیں نیز باہمی اتحاد پر زور دیا۔

اس کے بعد قاضی محمد حسین جرنل سیکری جمعیت میانی نے خطاب کرتے ہوئے قائد جمعیت اور قومی اتحاد کے سربراہ حضرت مفتی صاحب کی خدمات کو سراہا۔ اور اکابر جمعیت کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ عوام سے اپیل کی گئی کہ جو لوگ اتحاد میں رخنہ اندازی کرنا چاہتے ہیں ان کے عزائم ناکام بنا دیئے جائیں۔ حضرت مفتی صاحب کی صحت یابی کے لئے دعا کی گئی۔

سیرۃ کافرض علاقہ جھپہ

مجمعہ علماء اسلام پنجاب کے سرگودھا ضلع علماء کرام کا قافلہ سیرۃ کافرض کے سلسلہ میں حضور پنجا۔ قافلہ کا استقبال جامعہ عربیہ اشاعت القرآن کے طلباء کرام نے بڑی گرمجوشی سے کیا۔ جامع مسجد حضور میں ٹھہرا حضور طبع کا اہتمام تھا۔ ٹھہرے پہلے ہی مسجد ملائے مجر کے علماء کرام طلباء کرام اور دوست مسلمانوں سے بھری ہوئی تھی۔ علاقہ جھپہ علماء کرام کی آماجگاہ ہونے کی وجہ سے پاکستان بھر میں ممتاز مقام رکھتا ہے۔ اس کے اثرات ہیں کہ اکثریت اس دور میں بھی موم و صلاۃ اور خاص کر تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت و اذہمی کی پابند نظر آتی ہے۔ جبہ میں اکثر ایسے لوگوں کی تھی جو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حامل تھے۔

جلسہ کی صدارت کے لئے ملائے کے مشہور عالم دین مولانا عبدالقیوم صاحب جلالہ کو منتخب کیا گیا۔ جمعیت علماء اسلام ضلع ایک کے امیر مولانا مسکن نے جو شیخ سیکری کے فرائض انجام دے رہے تھے انہوں نے جلسہ کی غرض و نیت اور معزز بہانوں کی تشریف دہی کا شکریہ ادا کیا۔

تلاوت کے بعد ختم نبوت کے بھادر سپاہی مولانا

منصور احمد سنوٹی نے خطاب کیا۔ مجدد مولانا نظام مصطفیٰ بھادپوری نے مختصر انداز میں دلوں کو گنہ گار خطاب کیا۔ آپ نے کہا کہ سیرۃ کافرض ہرگز نہیں کر سیرۃ کے لئے بڑے بڑی کافر نہیں اور جس نے گناہے جابن سیرۃ کا معنی نظام مصطفیٰ کا نفاذ ہے۔ جو شخص بھی سیرۃ پر عمل نہیں کرتا وہ سیرۃ کا نفاذ ہے۔ ہم سیرۃ پر عمل کر ہر قسم کے مسائل سے بچہ رہا ہو سکتے ہیں۔ شاعر ختم نبوت مرزا غلام نبی جاناڑو نے اپنے کلام سے سامعین کو خوب گرمایا۔ جلسہ کے مہمان خصوصی قاضی نور الحق ایڈووکیٹ سے پہلے پاکستان قومی اتحاد ضلع ایک کے صدر مولانا قاضی سعید الرحمن نے انکا تعارف کرایا۔

قاضی نور الحق صاحب ایڈووکیٹ نے تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران پیدا ہونے والے جذبات کو باقی رکھنے اور اتحاد کی فضا برقرار رکھنے پر زور دیا۔ آپ نے دے دے کر کہا یہ ملکوں پر ظلم اور ہماری ماؤں بہنوں کی این اور شہیدوں کا خون رنگ لا چکا ہے۔ وقت کا بڑا آمر اپنے مقام کی وجہ سے ذلت و سوائی میں گرفتار ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ پاکستان قومی اتحاد پاکستان کے دار الحکومت پر نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم لہرانے کے بعد نظام حکومت اور اس کی پارٹی سے پانی پانی کا حساب لے گا۔

یہ روحانی اور پرکین منظر عمر کی نادر تک جاری رہا عصر کی غماز ادا کرنے کے بعد جمعیت علماء اسلام پنجاب کا رات کبیل پور میں عظیم الشان اجلاس سے خطاب کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔

ضلع ایک میں مختصر وقت میں تین شاندار پروگرام منعقد ہوئے حضور واد سے پہلے حسن اہل میں جمعیت علماء اسلام ضلع ایک کے ناظم اعلیٰ مولانا حامد علی رحمانی نے معزز بہانوں کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا جس میں ملائے مجر کے علماء کرام اور کارکنان جمعیت اور قومی اتحاد نے بھاری تعداد میں شمولیت کی۔ وہاں پر بھی ان علماء کرام کا خطاب ہوا۔ حضور کے خطاب کے بعد کبیل پور کی جامع مسجد میں عظیم الشان اجلاس ہوا۔ جمعیت علماء اسلام پنجاب کے وفد کا وفد سیرۃ ایک بت کا میاب رہا ہے۔

جیکب آباد

گزشتہ دنوں ضلعی دفتر جمعیت علماء اسلام جیکب آباد میں زیر صدارت حضرت مولانا عبداللہ صاحب ضلعی شہی

کا اجلاس ہوا جس میں

میر علی نواز خان

حاجی رشید احمد خان سیال،

سید احمد شاہ صاحب

مولانا رفیع محمد صاحب

میر نصر اللہ خان

عبدالرشید صاحب

عبدالمصطفیٰ صاحب

مولانا نواز محمد صاحب اور دوسرے حضرات نے شرکت کی۔

سیرۃ مبارک کے طبعوں کا پروگرام

مقرر ہوئے۔ چیک آباد۔ مرحوم خیر و مہر کیا گیا۔

۲۔ تنظیم رابطہ کے لئے ایک کمیٹی میر علی نواز خان

سید احمد شاہ، حاجی رشید احمد سیال پر مشتمل مقرر کی گئی۔

۳۔ ضلعی اور صوبائی فنڈ پر خصوصی غور کیا گیا۔

۴۔ حضرت مفتی محمد صاحب کی وصیت کے لئے دُعا کی گئی۔

قرارداد:

۱۔ امن و امان کی صورت حال پر سخت توجہ دینا کا اعلان

کیا گیا۔ ضلع چیک آباد اور خاص طور سے تحصیل کٹر کوٹ

کے نزدیک تازہ واقعات ایک ٹریجر کے ایک کوٹر کچر

وٹنے کی کوشش میں گولی مار دینا اس سے پہلے سیز دی

قوم کے تین جوڑے بھوکے وٹنے کے واقعات نے عوام

کو سخت حراس کر دیا ہے۔

مطالبات کئے گئے کہ

۵۔ ضلع چیک آباد کو سیم غور کا شمار اس سے پہلے

لگاتے ہوئے چوب ڈپل جو سیم کی لکاس کے لئے لگاتے

تھے ہیں ان کو فی الفور ہٹا دیا جائے۔ اور دوسرے

جو ب ضلع کے اندر لگائے جائیں۔

۶۔ ضلع کے فوجی رستوں کی حالت باطل خستہ ہے

ان پر توجہ دی جائے۔

۷۔ جہان اکبر ہیں کو کٹر کوٹ تک چلایا جائے۔

سول تنظیم کی حتمی ہوشی:

جمعیت علماء اسلام تحصیل نوشہرہ فیروز کے ماسم

نشرات مولانا عبدالستار صاحب تھاروٹ میں تحصیل

کا تفصیلی دورہ کیا اور مقامی حضرات سے ملاقات کی،

اور اس دوران ایسے مظلوموں سے بھی ملاقات ہوئی

جن پر وڈیروں نے بڑے بڑے ظلم کئے ہیں اور پولی انکوائری

نے مجائے ان مظلوموں کی مدد کے اٹھان کو مار پیٹ کر

حوادث میں بند کر دیا۔ بڑی مشکل سے رشوت دیکر جس

پھڑان گئی اور ایسے مظلوموں سے بھی ملاقات ہوئی جن کی

ان زانی وڈیروں نے عصمت کب پھیرن کی عزت کو تار

کر دیا اور مظلوم روپیٹ کر پ کے پیٹ گئے۔ اور وڈیروں

نے دوران ملاقات یہ بھی بتایا کہ جب سے فوجی حکومت

آئی ہے اس وقت سے ہمارے اوپر اور ظلم بڑھ رہا

ہے اور ایسے بچاے عزیز بھی ملے ہیں کہ جن کے

کس کس سال سے عدالت کوٹ میں پڑے ہیں ابھی

تک کوئی فیصلہ یا پیشی نہیں کیو نکہ رشوت رانے کی وجہ

سے ایسے ہی تاریخ پر تاریخ لگا دیتے ہیں۔

اس نے عبوری حکومت سے گزارش ہے کہ ان ظالم

وڈیروں سے عوام کو نجات دلائی تاکہ یہ عزیز بھی اپنی

زندگی آرام سے گزار سکیں اور دلی گاڑی میں پڑے نہ تا

رو پڑی تک پھر گاڑیوں میں جو پولیس جلتی ہے وہ سالم

ڈیپے پر قبضہ کر رکھی ہے۔ بس فزوں کو ہیرے کے ٹپنے

میں دیتے۔ ملک میں ان کے پاس ہوتا ہے مگر ہر جگہ

چارچ کرتے ہیں جو کہ آپ خود دیکھتے ہیں۔

عبوری حکومت سے پڑھو راہلی کی جاتی ہے کہ

پولیس والوں کا فز سے اور انہیں بھرت کرے

سیرۃ کافر نس شجاع آباد:

شجاع آباد سیرۃ کیٹی کے ذریعہ اتھام ۲۳ زوری

بروز معجزات بعد نماز شاد ایک جلسہ عام ہوا جس میں

بہان معزین میں سے قادری محمد حنیف طانی نے خطاب

فرمایا اور مقامی جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں مولانا

رشید احمد اور حضرت مولانا عبدالحمید صاحب نے خطاب

فرمایا اور حضرت محمد علی احمد علیہ وسلم کی برکت کے موضوع

پر سیر حاصل تقریریں ہوئیں۔

فوری مداخلت کی جائے:

شجاع آباد، جمعیۃ علماء اسلام کے مقامی رہنماؤں

قاری نظام الدین، مولانا رشید احمد، محمد ارشد علیہ

بیان کے ذریعہ کہا کہ شیر شاہ وڈیروں نے ڈیل آئی کی کمیٹی

سے غریب دلی بند ہو جانے کا حکم ہو گیا ہے جس کی وجہ

سے گندم کی فصل کو جان و بوجھ نقصان پہنچایا جا رہا ہے

شجاع آباد کے رہنماؤں نے حکام بالا سے درخواست

کی ہے کہ فز مداخلت کریں اور شجاع آباد کی مظلومیا

پانی چھوڑا جائے۔

حاجی فقیر محمد خان کا

دورہ کوہستان:

جمعیت علماء اسلام سرحد کے نائب امیر حاجی

فقیر محمد خان نے ضلع کوہستان کا دس روزہ دورہ مکمل

کر لیا ہے۔ انہوں نے اپنے اس دورہ میں عوامی مسائل

کے مسئلے میں نسلی حکام سے ملاقات کر کے انہیں حل کرنے

پر زور دیا۔

حاجی فقیر محمد خان نے داسو، کیلا، کیمپا،

جیبال، پٹنا، دیبر، راولپا، منی خیل بیلہ وغیرہ

مقامات پر استقبالیوں میں شرکت کی اور اجتماعات سے

خطاب کیا۔ انہوں نے کوہستان کے معجزات و نشانات

کو نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں دی گئی

تریاویوں پر اپنی مبارک باد دی۔ اور کہا کہ آپ ہی

لوگوں کا ابتدائی لغو جو آپ نے ایک ساتھی جابر عالم

کے سامنے داسو کے مقام پر دو سال پہلے اٹھایا تھا

آج قوی اتمام دے اسی لغوے کو اپنا کر قوم کو ایک

پیٹ فارم پر اکٹھا کیا جسے فقیر محمد صاحب نے

دیرہ بیزہ ہو کر رکھی اور وہ دن دور نہیں کہ جب آپ

اپنی قربانیوں کا ثمرہ لٹاؤ شریعت کی صورت میں حاصل

کر میں گئے۔

حاجی صاحب نے یقین دلایا کہ آپ لوگوں اور

پوری قوم کی قربانیوں رائیگاں ہونے میں دی جائیں

گی۔ لوگوں نے ہر جگہ مفتی محمد اور حضرت درخشاں کی

قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا اور مفتی صاحب کی

صمت کے سامنے دعا کی

مارشل لاؤ ایف ڈی شرٹ کا

اجتماع سے خطاب:

۱۔ زوری کو مارشل لاؤ ایف ڈی شرٹ کے لغو

جزا فضل نے ضلعی جیٹھارڈ کے لئے درخواست کی

ہوئے کہا کہ عبوری حکومت دورہ دیا اور مقامی رہنماؤں

کی قری اور صحت کی نظام کے لئے ڈیڑھ روزہ دورہ

رہی ہے۔ وہ حاجی فقیر محمد خان کے پیشانی کے سامنے

ایک سپاس نامہ کا جواب دے رہے تھے جس میں بلا تشریح قوانین کے نفاذ کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

ضلع کوہستان:

کوہستان کے تین محققین میں جمعیۃ علماء اسلام کے تنظیم کے مندرجہ ذیل ارکان مختلف طور پر منتخب ہو چکے ہیں:

حلقہ ۱۔

- امیر: مولانا عتیق الرحمن صاحب
- نائب امیر: مولانا عبد القادر صاحب
- ناظم اعلیٰ: مولانا عبد الرحیم صاحب
- نائب ۱۔ مولانا مفتوح اللہ صاحب
- نائب ناظم ۲۔ مولانا حدیث صاحب
- جرائد سیکرٹری: مولانا محمد اسلام صاحب
- خازن: مولانا محمد خان صاحب
- سالار: مولانا گل شیر میاں صاحب

حلقہ ۲۔ کنڈیا کرنگ

- امیر: مولانا عبدالرحمان صاحب
- نائب امیر: مولانا فضل قدیم صاحب
- ناظم اعلیٰ: مولانا عبد الحمید صاحب
- نائب ناظم ۱۔ مولانا نجمی خان صاحب
- نائب ناظم ۲۔ مولانا گل سمندر صاحب
- جرائد سیکرٹری: مولانا محمد حسین صاحب
- سالار: مولانا محمد ابراہیم صاحب
- خازن: مولانا محمد یونس صاحب

حلقہ ۳۔ کنڈیا جیجیوں

- امیر: مولانا رحیم الدین صاحب
- نائب امیر: مولانا غلام حسین صاحب
- ناظم اعلیٰ: مولانا عین شاہ صاحب
- نائب ناظم ۱۔ شمس الرحمن صاحب
- نائب ناظم ۲۔ مولانا جاس صاحب
- جرائد سیکرٹری: مولانا دشتی علی صاحب
- سالار: مولانا جاں زیب صاحب
- خازن: مولانا امیر صاحب

ارکان تنظیم نے محمد کوہچہ کو ملا کر مسلم کی قیادت میں شرعی قانون اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کے نفاذ کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔

جلسہ عام سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بتاریخ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۷۷ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء و عقیام جمعہ ٹی گٹھی چوک شاہی بازار دیر صدارت حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دکن اسلامی مشاورتی کونسل منعقد ہوا

مہتممین

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب، مدرسہ عربیہ نژادوں کراچی
حضرت مولانا نسیم اللہ خاں صاحب، مدرسہ فاروقیہ، ڈرگ روڈ، کراچی
فخر سندھ مجاہد کراچی مولانا محمد زکریا صاحب
امیر جمعیۃ کراچی سینیٹر۔

مولانا عبدالرزاق صاحب عزیز، ناظم جمعیۃ سندھ اور دیگر مقامی علماء و کرام نے خطاب فرمایا۔

حبیب آباد

حسب سابقہ وارڈن سی ای سی ای حیدر آباد کا ہفتہ وار اجلاس ہوا۔ سید حافظ مشتاق علی صاحب علیا کتب خانہ امرتسار نے سیرۃ طیبہ کے موضوع پر بہت ہی اچھے انداز میں خطاب فرمایا۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی بیان فرمائے اور کارکنوں کو یقین کی کاسیرہ پر مکمل عمل کی کوشش کریں۔ درس کے بعد چھوٹی گٹھی کے جلسہ عام کے انتظامات پر غور کیا گیا اور اس عینوں سے کام لیا کہ اس عظیم اسٹن جیسے عام کو کامیاب کرنے کی پوری کوشش کریں۔

قومی اتحاد سے الگ ہونے والوں پر کسی حرام کر دی جائے

مفتی محمد میر ندیم اور سیاسی امام ہیں۔ "خان عبدالولی خان"

گذشتہ روز قائد جمہوریت خان عبدالولی خان صاحب فیصل آباد کے دو بے پرتشرف لائے تو فیصل آباد میں ان کا ہر مقام پر پر جوش استقبال کیا گیا۔ ان کے پروگرام میں استقبال، بار کونسل کو خطاب، پریس کانفرنس سے خطاب مثلاً ملے تھے جس میں شہر کے علماء و کلام اور قومی اتحاد کے کارکن کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

اور دیگر کارکن کے ساتھ ملکر گزشتہ کے خلاف مسلسل جہاد کیا جیسا کہ آج پاکستان کا آزاد و خود موجود ہے اور اہل اکابرین دہرہ کے روحانی سپوت حضرت مولانا مفتی محمد صاحب صاحب مذہبی اور سیاسی امام ہیں۔ ہم نے ۱۹۷۳ء میں ترکیب نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت حضرت مفتی صاحب کے سپرد کر دی تھی اور ہم ان کے سپرد کر دی۔

خان صاحب موصوف نے تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جان کی قربانی دینے والے شہداء، زخمیوں اور پابند سلاسل ہونے والے نوجوانوں کو جہاد اور غازیوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور تحریک میں مفتی صاحب اور جمعیۃ علماء اسلام کے خلوص اور قیادت کرنے پر مبارکباد پیش کی اور فرمایا کہ اب کوئی طاقت بھی ملک میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک نہیں سکتی۔

بعد نماز مغرب جمعیۃ علماء اسلام فیصل آباد نے خان صاحب کے اعزاز میں ایک پروگرام استقبال کیا جس میں خان موصوف نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کوئی بھی قومی اتحاد سے الگ ہوتا ہے اس کے لئے کسی حرام کر دے پھر کوئی بھی اتحاد سے باہر نہیں نکلے گا۔ خان صاحب نے فرمایا کہ اگر پاکستان کی بقا اور استحکام چاہتے ہو تو اتحاد قائم رکھو۔ اب پاکستان کی بقا کی ضمانت صرف اور صرف پاکستان قومی اتحاد ہے۔

قائد جمہوریت خان عبدالولی خان نے جمعیۃ سے اپنا تعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جہاد کوئی نیا امت و دین ہے بلکہ ۱۹۷۳ء سے ہم نے شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد بریلوی کے جہاد کو دیکھ کر ہی کہہ لیا اور آج تک ان بزرگوار کے جہاد آزادی اور بہت میں برابر شریک رہے۔

ہم نے شیخ ابراہیم مولانا محمد الحسن، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد دہلوی، مفتی کفایت اللہ مولانا عبد اللہ شہزاد

سماجمی قوتوں کو نیست و نابود کر دیا جائے قائد طلباء میاں محمد عارف

جمعیت طلباء اسلام ہر تعلیمی ادارے میں انتخاب لڑے گی، ندیم اقبال اعوان

جمعیت طلباء اسلام کے مرکزی صدر میاں محمد عارف نے گذشتہ دنوں شان میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ آپ نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ لارڈ میکا کے ڈھکیا ڈھالی تعلیم کو کچی طور پر بدل کر اسلامی نظام تعلیم کو رائج کیا جائے۔ آپ نے کہا کہ ہماری جماعت کبھی نئی تعلیم کے نفاذ کی تعجب ہے اور اس مقصد کے لئے جمعیت طلباء کے قائدوں پر مشتمل ایک تعلیمی کمیٹی اپنی سفارشات مندرجہ ذیل مشاوری کونسل کو پیش کر دے گی۔ یہاں صاحب نے جامعہ کراچی میں ہونے والی حالیہ غلط گردی کی بھی پُر زور مذمت کی۔ انہوں نے جمعیت طلباء اسلام کے کارکنوں پر زور دیا ہے کہ وہ ہر تعلیمی ادارے کے طلباء میں حق سنے کی بحور پر تیار رہیں اور طلباء پروری میں اپنے پیغام کو وسیع پیمانے پر متعارف کرائیں تاکہ سماجی قوتوں کے استعمالی عوام کو نیست و نابود کر دیا جائے۔

قائد طلباء کا دورہ سکھر و ملتان

گذشتہ ہفتے میاں صاحب نے سکھر کی مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ سکھر میں شرکت کی جس میں مختلف تعلیمی امور سے متعلق اہم فیصلے کئے گئے۔ بعد ازاں آپ نے صوبائی صدر سید سراج احمد شاہ امر دہلی صوبائی ناظم مالیات غلام قادر بروہی اور امیر حمزہ آزاد کی معیت میں حبيب آباد ٹھیکرھی اور خیر پور کا دورہ کیا اور طلباء کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ سکھر سے واپسی پر ملتان اور کبیر والا بھی گئے جہاں پریس کانفرنس سے خطاب کرنے کے علاوہ مرکزی صدر نے مختلف استقبالیوں میں شرکت کی۔ اس کے علاوہ جمعیت طلباء اسلام خانیوال کے کارکنوں سے دفتر جمعیت طلباء میں خطاب فرمایا اور طلباء کی کثیر تعداد کے ہمراہ غفر اقبال شہید کے گھر انہما رخصت کے لئے گئے۔

رسم بار خاں

جمعیت طلباء اسلام رسم بار خاں کا ایک اجلاس یکم مارچ کو زیر عمارت عاجز و فضل الرحمن درخواستی منعقد ہوا جس میں با اتفاق رائے درج ذیل مہدیار منتخب کئے گئے۔

- صدر : محمد اکمل
- نائب صدر : عبدالرشید
- سیکرٹری جنرل : عبدالجبار ندیم
- نایب : حسین بخش
- ناظم تعلیمات : رانا شاہ احمد
- ناظم نشر و اشاعت : اختر مسعود عاصی
- خازن : محمد امین

سعودی عرب میں جمعیت طلباء اسلام

جناب رشید احمد ندوی جو سعودی عرب میں ایک کے طالب علم ہیں نے ایک خط کے ذریعہ اطلاع دی ہے کہ انہوں نے ہم خیال دوستوں کے ساتھ مل کر وہاں جمعیت طلباء اسلام کی ایک شاخ کی بنیاد رکھی ہے۔

کوسٹ سے ایک خط

احمد نواز سابق رکن مجلس شوریٰ پنجاب نے نکت سے ایک خط میں تمام ساتھیوں کو خرم و خوشی سے مبارکباد دی ہے اور کہا ہے کہ پورے رہنماؤں سے امید ہے کہ ہمارے پر عمل کرتے ہوئے اپنے پروگرام کو دن رات کئے جائیں۔

جمعیت طلباء اسلام کراچی ڈویژن کا ایک اجلاس زیر عمارت جناب فاروق قریشی ناظم عمومی منعقد ہوا جس میں عبوری طور پر ایک کنونشن کمیٹی قائم کی گئی جس کے کچھ رکن

الشان حسین مقرر کئے گئے۔ دو سرکار کا یہ چہرہ انعام اللہ خان، محمد امین، گلزار احمد، مریدی اور مقبول صدیقی کیش کے نگران اعلیٰ فاروق قریشی ہوں گے۔

جمعیت طلباء اسلام پاکستان حلقہ لاٹھی: حلقہ لاٹھی کے انتخابات مکمل ہو گئے ہیں ان کے مطابق مولانا حسن انصاری شاہ کو سرپرست الحلقہ ہزاروی صدر، محمد شاہ، ناظم عمومی سراج الدین، نائب سرس الدین ناظم، محمد رفیق خاں اور عبدالرحمن، ناظم نشر و اشاعت ہوں گے۔ مجلس شوریٰ کے لیے صوبہ ذیلی اراکین منتخب ہوئے: سلطان عمر، ہشتنگاہ، محمد اللہ، تاج الحق، محمد لطیف، نصرت حسین، فیروز احمد، اشرف خان، تاج الدین، محمد شاہ، نورالایان اور حبیب الرحمن۔ اسی اجلاس میں جنی وراؤڈی بھی حضور کی کمیٹی جن جن میں علامہ حق کی قیادت پر عمل افتادہ خرم و خوشی اشاعت پر مرکزی قائدین کو مبارکباد اور تحفہ بھی پیش ہوئی۔ لا قانونیت پر انہما رخصت کی گئی۔

جمعیت طلباء اسلام خان پور ضلع سکھر: خان پور ضلع کے تمام مدرسہ افتادہ علوم میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا جس سے مختلف فرقوں نے خطاب فرمایا۔

مرکزی دفتر

سلسلہ درس قرآن

علامہ پرویز نور الحسن خان پنجاب یونیورسٹی مدرسہ جمعہ المبارک کو بعد از نماز مغرب مرکزی دفتر جمعیت طلباء اسلام ۴۰- بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور میں درس قرآن دیا کریں گے۔ تمام احباب خصوصاً لاہور کی جمعیت کے اراکین کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ درس قرآن میں پابندی سے شامل ہو

جو کڑواں دارین حاصل کریں۔
میال محمد عارف

جناب مقبول احمد - محمد وارث لٹری
جناب شاہ محمد حبیب مرانی

فیصل آباد:

گذشتہ روز جمعیت طلباء اسلام ضلع آباد کے ایک وفد نے جس کی قیادت صدر کوئٹہ میر کیشی حافظ عبدالغنی قاندر نے کی ایک تنظیم دورہ میں اشرف المدارس میں ایک پوسٹ قائم کیا گیا اور جامعہ تعلیمات اسلامیہ دارالعلوم مین پکاواں میں کوئٹہ مقرر کے جو عنقوب اپنا انتخاب مکمل کرائیں گے۔ مدرسہ اشرف المدارس میں درج ذیل انتخاب عمل میں

لاویا گیا:- صدر:- حافظ غیل الرحمن نوری
نائب صدر:- حافظ عبدالحمید
ناظم عمومی:- قاری عبداللہ قاسم
ناظم اطلاقات:- حافظ غلام رسول نامزد
نشریات:- حافظ عبدالرؤف حدادی
ناظم مالیات:- حافظ محمد شفیع کشمیری
پروگنڈہ سیکریٹری:- حافظ محمد اسحق

دریں اثناء ایک بیان میں حافظ شبیر احمد اور شیخ محمد نواز نجم ناظم عمومی جمعیت طلباء اسلام شکرگڑھ نے گورنمنٹ ہائی سکول (اشاعت تعلیم ہائی سکول) اور گورنمنٹ ڈگری کالج شکرگڑھ کے طلباء کی جمعیت میں شمولیت کا خیر مقدم کیا ہے نیز گورنمنٹ اشاعت تعلیم ہائی سکول کے نئے محمد طیب کو کوئٹہ مقرر کیا گیا ہے۔

شمولیت (میرپور خاص)

دگرہی خیر و ضلع جیکب آباد:

جمعیت طلباء اسلام میرپور خاص کے ایک اجلاس میں ممتاز طالب علم لیڈروں نے باقاعدہ جماعت میں شمولیت کا اعلان کیا ہے ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:-
محمد التماس قریشی - مرزا منظور بیگ - محمد یعقوب
دریں اثناء دگرہی خیر و ضلع جیکب آباد میں بھی تین طالب علموں نے جمعیت طلباء اسلام میں باقاعدہ شمولیت کا اعلان کیا ہے ان کے نام درج ذیل ہیں:-

”عزم نو“ کا سید شمس الدین شہید محمد غیر
شاہن ہو گیا۔

جمعیت طلباء اسلام پاکستان کے زیر اہتمام چھپنے والے اسہار عزم نو کا مارچ کا شمار سید شمس الدین شہید ڈیپارٹمنٹ ہو گیا ہے تمام خریداروں کو پھر سابقہ قیمت پر واپس لیا گیا ہے۔

قیمت غیر دور رس قیمت عزم نو ۵۰-۱۰۰
دفتر (خریداری کے لئے مرکزی دفتر جمعیت طلباء اسلام) بی شاہ عالم مارکیٹ سے رابطہ قائم کیجئے۔

جیکب آباد:

گذشتہ روز جمعیت طلباء اسلام ضلع جیکب آباد نے نوٹاری جیکب آباد کے تنظیمی دورے پر تشرف لائے یہاں انہوں نے مقامی دفتر میں طلباء کے ایک کثیر اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جمعیت کے کارکن ایک تعلیم طاقت ہیں جو علماء حق کی قیادت میں اس ملک میں مکمل اسلامی انقلاب کے لئے سرگرمیوں میں ہیں۔ آپسے لاکھوں پر زور دیا کہ جماعتی کام کو پچھلے سے کہیں زیادہ زور و شور سے شروع کریں۔

شمولیت (شکرگڑھ):

کارکنان کا ایک اجلاس زیر صدارت مولانا عبد اللہ صاحب منعقد ہوا۔ جمعیت کے پروگرام سے متاثر ہو کر اس اجلاس میں بیکس طلباء نے باقاعدہ جمعیت میں شمولیت کا اعلان کیا۔ شمولیت اختیار کرنے والوں کے نام درج ذیل ہیں:-

محمد طیب - اسلام الحق - محمد بابر - محمد عارف - محمد اکرم - محمود احمد - محیل سین - محمد خالد - محمد خلیل - مبارک علی - محمد حسین - محمد ادریس - محمد انور - محمد نصیر - خالد محمود - محمد اشرف - محمد حسین - محمد طاہر - غلام قادر - جاوید اقبال - محمد یونس - محمد طیب - کبیر احمد - ریاض احمد - محمد حسین - محمد ضیاء الحق - جہاد طاہر - ان کے علاوہ گورنمنٹ ڈگری کالج شکرگڑھ کے طلباء نے بھی جمعیت طلباء اسلام میں شمولیت اختیار کر لی۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:-

رانا عثمان احمد - محمد عابد - حافظ محمود الحسن - انوار الحق الطاف حسین - جہاد منصور خان - اعجاز احمد باجوہ عرفان محمود

جمعیت طلباء اسلام صوبہ پنجاب
کے زیر اہتمام تمام ساتواں



مورخہ ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ مارچ ۱۹۶۸ء

بمقام مسلم

استقبالیہ کیمپ، ہوٹل غرناطہ جہلم

کرمی !

این ڈی پی عثمان منزل چنیوٹ

مکرمی!

کرہ ارضِ محشر پیداواری لحاظ سے نہایت ہی
پیسمازدہ علاقہ ہے۔ اس کی سپانڈگی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ
یہاں برفانی علاقہ ہونے کے سبب صرف عمارتوں کو نہ بنائی
جاتی ہے بلکہ اس زمین میں اس حصے میں مچھلیوں کی
اور چھوٹی مسمنون کا قیام عمل میں لائے۔ زمین اس حصے
کے بے روزگار لوگوں کو نہ صرف روزگار دیتا ہوگا بلکہ اس
سے کافی درآمد کار بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ سرحد کے بعض
حصے میں میں برفاری کے دوران ذرائع آمد و رفت کے
تمام راستے بند ہونے سے لوگ منتقل ہو کر روجانے میں پہنچیں
ان لوگوں کو راشن نصیب نہیں ہوتا۔ اگر کتبہ بھی ہے تو شہر کی

شاہد کہ ترے دل میں ارجحائے یہ بات

اس سے شیعہ اور یہ اور اس کے قرب و چار کے بھی باشند
تمام مرادات سے نالاں رہے۔ ان سادہ دیانتوں پر کھلیا
نے جو ظلم کئے تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ یہ باسی بیویوں
کو اپنے مفاد کی خاطر عرب کے طور پر اسٹائل کرتے تھے
انہوں نے نام نہاد لیڈر کی خاطر سارے کشمیری کو فضا قائم
کر دی۔ کچھ ہی عرصہ بعد نوکشاہی کا دور آگیا اور عوام
کو سبز باران دکھا کر لوٹ کھسوٹ شروع کر دی جن میں سے
ناجاہڑ اراضی کی تجاوزات۔ ڈپو سمیٹ اینجیناں اور دیگر
دیسی منصوبوں پر قوم کو خرد برد و شوروں کیا مگر کچھ ہی عرصہ
بعد ڈھول کا پول کھل گیا اور اسلامی نظام شریعت کی
تحریک کی مجبور تائید کی۔ ضلع مزہا میں دیسی کمیٹیوں کی تشکیل
مختافوں کی سطح پر ایک خوش آمد بات ہے۔ اگر ان
کمیٹیوں میں انہی لوگوں کو کھپا گیا تو یہ بھی نوکرتا ہی
کا حصہ بن جائیں گے۔ اس لئے کمیٹیوں میں ایسے افراد
چنے جائیں جنکا امنیہ ہے دماغ ہوا اور ہر نامزدہ تنظیم سے
دو اشخاص چنے جائیں تاکہ کسی تنظیم کی ساخت بھی پامال
نہ ہو۔

راجہ محمد احسان، خانسپور ایو بی

علماء و قات کے مطالبے ہوئے کئے جائیں۔

ادوات کے لئے و خطباء جس مالی پریشانی سے

دوچار ہیں وہ قابلِ افسوس ہونے کے ساتھ ساتھ قابلِ توجہ بھی ہیں۔ کافی عرصہ سے سابقہ حکومت یہ اعلان کرتی رہی کہ علماء کو معقول تنخواہ دی جائے گی مگر واقعی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ جناب بروہی کے شیر بننے سے امید قوی ہے کہ وہ اس فوری معاملہ پر توجہ فرمائیں گے اور جلد علماء کو وہ تمام سہولتیں دیں گے جن کے مستحق ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی گزارش ہے کہ تعلیمی وظائف پر علماء کو مدینہ منورہ اور الانار میں بھی بھجوا یا جائے اور علماء اذکار بھی بادشاہی مسجد لاہور کے تربیت یافتہ علماء کو ترجیح دی جائے اور اوقات میں نوکری شاہی پر عمل کرنے والے حضروں پر بھی نظر رکھیں اور اوقات میں ایسے افسران کا تفریک کیا جائے جو خود مجسب شریعت اور علماء کے مقام اعلیٰ سے واقف ہوں اور اس پر عمل بھی کرتے ہوں۔ اس سے ایک طرف علماء کی معاشی حالت درست ہوگی اور دوسری طرف علماء کرام اپنے خدمات بہتر طور پر انجام دے سکیں گے۔

مولانا غلام مصطفیٰ، فاضل دیوبند

علامہ اکیڈمی، بادشاہ مسجد، لاہور

اسلام پورہ (سابقہ کرشن نگر) لاہور کے گنجان آباد علاقوں میں سے ایسا ہے۔ اس علاقے میں ریختہ والوں کی اکثریت متوسط اور سحرے طبقہ کی ہے مگر یہاں کی شکرلوں، مین ہولوں اور گلیوں کی حالت ناز و غضب ہے۔

عجیب روڈ (سابقہ ویدک روڈ) جو سیکرٹریٹ سے لے کر اسلام پورہ تک تقریباً دو فلائنگ می ہے جا بجا ٹھٹھکی ہے۔ نیکرومنٹ پرنٹس پس کے قریب گراؤنڈ کے گراؤ گرد و بار بن جانے سے جو جگہ بگ بگ ہے وہ یونسی بیکار ٹری ہے۔

ادنیار روڈ بھی گزشتہ پانچ سال سے خواب ہے

عمدہ فرنیچر کے بغیر
جہیز ناممکن ہے!

آئیے ہم آپ کی مشکل حل کریں
مسہری، پلنگ، کرسی، میز، صوفہ
سیٹ، ڈرائنگ ٹیبل، ڈرائنگ ٹیبل
پائیدار حبشہ، لکڑی اور خوبصورت
فرنیچر کی خریداری کیلئے
ہماری خدمات حاصل کریں!

پروپرائیڈ
امداد علی قادری فرنیچر ہاؤس
صد بازار فقیر والی ضلع بہاول نگر

زرعی اجناس کی بیوپاریوں کے لیے

خوشخبری!

گڑا شکر، کھانڈ، پیکس
مونگ پھلی، اسمروں، تارا میرا
ددیگر

اجناس کی خرید و فروخت
کے لیے
ہمیں خدمت کا موقع دیں

پروپرائیڈ:

حاجی محمد قاسم
امیر جمعیۃ علماء اسلام فیصلہ
لیاقت اینڈ برادرز غلام منڈی فقیر والی
ضلع بہاول نگر۔ فون: ۰۰۲

منڈی ہارون آباد

گوشتکاری کھانڈ میں انفرادی
حیثیت رکھتی ہے۔ !!

آئیے ہم آپ کو گوشتکاری، پیکس
تارا میرا، اسمروں کی با اعتماد و باہول
خریداری کرائیں!
اکبر برادرز جمعیۃ غلام منڈی ہارون آباد ضلع بہاول نگر

ہر قسم کا
سامان منیجر
کاسپیٹس

تھوک و پرجون خریدنے
کے لیے تشریف لائیں

رفیق جنرل سٹور میں بازار
ہارون آباد ضلع بہاول نگر

زرعی پیداوار میں اضافہ کیجیے

تاکہ ملک خوشحال ہو!

ہمارے ہاں سے زرعی آلات، سیل گٹر، تر پھالی کی با اعتماد خریداری
کے لیے تشریف لائیں

ہم حضرت عبداللہ نجاستی مظلہ مفکر اسلام مولانا مفتی محمود علی کوہر قسم کے تعاون کا یقین دلاتے ہیں

ایم عبدالغفار اینڈ سنز ریلوے روڈ ہارون آباد

اوکاڑہ میں مکان برائے فروخت

ایک مکان سینٹریل ایکسپریس روڈ ۴ کمرے، برآمدہ، سٹور، غسل خانہ، باورچی خانہ
اپر سٹور، کشادہ صحن واقع قاری کاٹونی اوکاڑہ۔ قبضہ فوری ملے گا۔

نوٹ: بہاول نگر شہر میں دوکان بتا دل بھی ہو سکتا ہے
جماعتی احباب مولانا امیر حسین شاہ صاحب
گیلان کاٹونی بھی رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔
ڈاکٹر شیخ اکرام الحق منچن آباد ضلع بہاول نگر
(دلاہ کے لیے)
ماظ محمود احسن ۴۸ قاری کاٹونی اوکاڑہ